بسم اللہ الرحمن الرحیم • یاایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم • سورہ محمد آیۃ

مسلک اہل حدیث کا داعی اور جمعیۃ اہل حدیث ہند کا نقیب

ترجمان
پندرہ روزہ
دہلی

مؤسس
مولانا ابوالکلام

روزہ کا صلہ

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کے دروازہ میں ایک دروازہ ہے جس کو "باب الریان" کہا جاتا ہے، اس دروازے سے قیامت کے دن صرف روزہ داروں کا داخلہ ہوگا ان کے سوا کوئی اس دروازہ سے داخل نہیں ہو سکے گا۔ اس دن پکارا جائے گا کہ کدھر ہیں وہ بندے جو اللہ کے لئے روزہ رکھا کرتے تھے اور بھوک پیاس کی تکلیف اٹھایا کرتے تھے، وہ اس پکار پر چل پڑیں گے۔ ان کے سوا کسی اور کا اس دروازہ سے داخلہ نہیں ہو سکے گا جب وہ روزہ دار اس دروازے سے جنت پہنچ جائیں گے تو یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر کسی کا اس سے داخلہ نہیں ہو سکے گا۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

بدل اشتراک پندرہ روپے۔ غیر ممالک سے پانچ پونڈ یا دس ڈالر

سنہ ۱۴۰۱ھ

۱۵ر جولائی سنہ ۱۹۸۱ء مطابق ۱۲ر رمضان المبارک

D(D-N) 712

درس قرآن

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ۔

(الحجرات — ۱۲)

ترجمہ :-

اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچا کرو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور سراغ مت لگایا کرو اور کوئی کسی کی غیبت نہ کرے کیا تم سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اس کو تم ناگوار سمجھتے ہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔

تشریح :-

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو بدگمانیوں سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے کہ اس لئے کہ بسا اوقات انسان یہی بدگمانی کی بنا پر ایک دوسرے مومن بھائی سے بغض و عداوت رکھنے لگتا ہے اور دشمنی میں وہ کام کر بیٹھتا ہے جو ایک مسلمان کے شان کے منافی ہوتا ہے جو کسی طرح اس کے لئے جائز نہیں۔ اس لئے یہ حکم بھی فرمایا کہ کسی مسلمان کی پوشیدہ باتوں کا سراغ نہ لگاؤ اور اس کے پیچھے نہ پڑجاؤ اس لئے کہ اس سے بھی معاشرے میں مسلمان ایک دوسرے کی پردہ دری اور ہتک عزت کے درپے ہوں گے۔

اور غیبت کرنے سے بھی روکا گیا کہ مسلمان بھائی کی اس کے پیٹھ پیچھے برائی کرکے اسے رسوا اور ذلیل کرنے کی نوبت نہ آئے اور اس طرح ایک مرد مومن کی رسوائی کا باعث بننے سے روکا گیا بلکہ حدیث پاک میں یہاں تک فرمایا گیا کہ غیبت کرنا گناہ کے اعتبار سے زنا کاری سے بڑھا ہوا ہے۔ اسی لئے ایک انتہائی کریہہ مثال دی گئی کہ غیبت کرنا اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا ہے۔ ظاہر ہے کہ مسلمان اپنے مردے بھائی کا گوشت کھانا ناپسند کرتا ہے اسی طرح غیبت سے بھی احتراز کرنا چاہئے

غیبت یہ ہے کہ کسی کے پیٹھ پیچھے اس کی ایسی برائی کا ذکر کیا جائے کہ وہ سنے تو اسے تکلیف پہنچے اور آدمی کی نیت سے غیبت کرے یہی ہے لیکن اگر نصیحت و خیر خواہی کے طور پر جتلانے اس کو اسلام نے اس کے عیب کو بیان کردے تو مضائقہ نہیں مثلاً بیچنے کے بہانے کسی کی نشاندہی آپ سے مشورہ کرے اس کے علاوہ غیبت قطعی حرام ہے اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو اس قبیح فعل سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

جمعیۃ اہلحدیث بمبئی کا اظہار تعزیت

اراکین اہلحدیث اور عام مسلمانوں کو یہ خبر سن کر یقیناً افسوس ہوگا کہ مالیگاؤں کی مشہور شخصیت حاجی عبداللطیف صاحب ۸ جولائی کو انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم بزرگوں اور عوام میں احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے اور اخوان اہلحدیث کے لئے ایک مثالی نمونہ تھے اراکین جمعیۃ اپنے دلی رنج وغم کا اظہار کرتے ہیں اور مرحوم کے متعلقین کو صبر کی تلقین کرتے ہیں اللہ سے دعا گو ہیں کہ مرحوم کی نیکیوں کو قبول فرمائے آمین۔

درس حدیث

عن عبد الله بن مغفل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يبولن أحدكم في مستحمه ثم يغتسل فيه أو يتوضأ فيه فإن عامة الوسواس منه (ابوداؤد)

ترجمہ :-

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ تم سے کوئی ہرگز ایسا نہ کرے کہ اپنے غسل خانہ میں پہلے پیشاب کرے پھر اسی میں غسل یا وضو کرے کیونکہ اکثر وسوسے اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایسا کرنا بہت بری بدتمیزی کی بات ہے کہ آدمی اپنے غسل کرنے کی جگہ پر پہلے پیشاب کرے اور پھر وہیں غسل یا وضو کرے ایسا کرنے کا ایک برا نتیجہ یہ ہے کہ اس سے پیشاب کے چھینٹوں سے وسوسے پیدا ہوتے ہیں اس کے ساتھ ہی اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا تعلق اسی صورت سے ہے جب غسل خانہ میں پیشاب کے بعد چھینٹوں کے اپنے اوپر پڑنے کا خطرہ ہو ورنہ اگر غسل خانہ کی بناوٹ ایسی ہے کہ اس میں پیشاب کے لئے الگ جگہ بنی ہے یا اس کا فرش ایسا پختہ بنایا گیا ہے کہ پیشاب کرنے کے بعد اس کی پوری طہارت ہوجاتی ہے تو پھر اس کا یہ حکم نہیں ہے غسل خانہ میں پیشاب کرنے سے احتیاط بہتر ہے۔

ضرورت وارڈن

جامعہ دارالسلام عمرآباد میں تین وارڈنوں کی فوری ضرورت ہے۔ جن میں مندرجہ ذیل صفات کا ہونا ضروری ہے۔

(۱) صورت اور سیرت کے اعتبار سے دین کا پابند اور دیندار ہونا۔
(۲) طلبہ سے محبت اور ہمدردی کا جذبہ رکھنے والا ہونا۔
(۳) طلبہ کی دینی تربیت سے واقفیت رکھنے والا ہونا۔
(۴) بقدر ضرورت انگریزی اور حساب وکتاب سے واقف ہونا۔

اوصاف مذکورہ کے ساتھ کسی دینی درسگاہ سے فراغت وجہ ترجیح ہوگی۔

وارڈن کا جامعہ کے آئندہ تعلیمی سال کی ابتدا ۲۲ اگست ۱۹۸۱ء سے اپنی ملازمت کا چارج لینا ضروری ہے۔ خواہشمند حضرات جلد سے جلد اپنی درخواستیں روانہ کریں یا بالمشافہ گفتگو کریں۔

خط وکتابت کا پتہ :- ناظم جامعہ دارالسلام پوسٹ عمرآباد۔
ضلع نارتھ آرکاٹ ٹمل ناڈو۔ ۶۳۵۸۰۸

شوقین طلبہ کو خوشخبری

عزیز طلبہ کو یہ خوشخبری دی جاتی ہے کہ مدرسہ میاں صاحب پھاٹک حبش خاں دہلی کا داخلہ شروع ہے درخواستیں یکم شوال تک بھیج دیں۔ طلبا کیلئے قیام وطعام وکتب وروشنی کا انتظام ہوگا نیز دیگر سہولیات بھی ان شاء اللہ دی جائیں گی

مہتمم مدرسہ میاں صاحب پھاٹک حبش خاں
دہلی

پندرہ روزہ **ترجمان** دہلی

جلد ۳۳	۱۵ جولائی ۱۹۸۱ء مطابق ۱۲ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ	شمارہ ۔

اداریہ

خیر و برکت کا مہینہ

"ادارۂ ترجمان" اور کارکنان مرکزی جمعیۃ اہلحدیث ہند کی طرف سے اخوان اہلحدیث ہند کو ماہ مقدس کے فیض و برکات سے بہرہ ور ہونے پر مبارک باد پیش ہے۔ خدا ہم سب کو رمضان المبارک کے فیض و برکت سے نوازے۔ آمین۔

رمضان المبارک کے احکام و مسائل، زکوٰۃ، تراویح اور لیلۃ القدر سے متعلق تین مقالات شریک اشاعت ہیں۔ امید کہ ناظرین ترجمان ان مقالات سے بھرپور فائدہ اٹھائیں گے۔

خیر و برکت کا مہینہ اس صدی کے آغاز کا پہلا مبارک مہینہ ہے۔ جس صدی کے استقبال اور جیسے جلوس، جشن، تقریبات پر کروڑوں روپیہ برباد کیا گیا ہے۔ خدا ہی کو علم ہے کہ پندرہویں صدی کے جشن و تقریبات کی حیثیت عملی اور اس پر مثبت تبصرہ کا وجود کیا ہے؟

"کتاب و سنت" کی روشنی اور اسلاف کی تاریخ میں تو اس طرح کے جشن و تقریبات کی مثال اور روایات نظر نہیں آرہی ہے۔

پندرہویں صدی کے آٹھ ماہ تیزی سے گزر گئے اکناف عالم میں منعقد ہونے والی تقریبات میں، رہبران قوم و وطن اور دانشوران عالم نے اپنے اپنے خطبات و مقالات اور پیغامات و بیانات میں جن افکار عالیہ کا اظہار فرمایا تھا انہیں سامنے رکھئے اور جائزہ لیجئے یہ انسان جو اشرف المخلوقات بنا کر بھیجا گیا تھا۔ اس خدا بیزار اور مادہ پرست انسان نے پندرہویں صدی کے پہلے سال کے آٹھ مہینے کس طرح گزارے ہیں۔ ہلاکت خیز ایجادات و اختراعات اور برق و بخارات کی ساری طاقت انسان کی ترقی پر صرف کی گئی ہے۔ یا اس کے ہلاک کرنے کی ہولناک تیاریوں سے انسانوں کا سواد اعظم جو منکر خدا، آخرت کی دائمی زندگی اور جزا و سزا کا قائل نہیں ہے اسے چھوڑ دیجئے اس گروہ کو دیکھئے جس کے سر پر رمضان کا مقدس سایہ ہے جس کو خیر امت کہا گیا ہے جو آخری دین کا امین اور سکۂ اسلام کا علمبردار بنا کر بھیجا ہے جس نے پندرہویں صدی کی تقریبات اور جلسے جلوس میں سرگرم حصہ لیا تھا۔ اس کا کیا حال ہے، بنگلہ دیش اور ایران کے حالیہ فسادات سامنے ہیں۔ رہبران ملک و ملت گرجوں اور بموں سے اڑائے جا رہے ہیں۔

رمضان کا روزہ جو دلوں میں تقویٰ پیدا کرنے کے لئے فرض کیا گیا تھا اور یہ ماہ مقدس جس کو صبر و ضبط اور ہمدردی و خیر خواہی کا مہینہ بتایا گیا ہے۔ اس ماہ مبارک میں اپنے بھائیوں سے جنگ و جدال کی رفتار کو تیز تر کرنے کا آرڈر دیا جا رہا ہے رحمت الٰہیہ کا بیکراں نزول کا عشرہ ختم ہو چکا ہے۔ مغفرت الٰہی کے عشرہ کا سایہ تیزی سے گزر رہا ہے۔ اور آخری عشرہ جو جہنم سے آزادی ملنے کا عشرہ ہے وہ آ رہا ہے ہماری سرمستی و غفلت شعاری کا جو عالم ہے دیکھئے کے دیکھتے وہ بھی آئیگا اور چشم زدن میں گزر جائے گا۔ اور اپنی بد معصیت زندگی میں ہم جو مستحکم تبدیلی لانی چاہیئے وہ نہ لا سکیں گے۔ خدا تمام مسلمانوں کو دین کا صحیح فہم اور عمل خیر کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

ترجمان کا آئندہ شمارہ ناظرین تک اس وقت پہنچے گا جب عید مبارک گذر چکی ہوگی۔ ادارہ کی طرف عید کی مبارکباد پیش ہے۔

آخر میں ہم اخوان اہلحدیث ہند اور بیرون ہند سے اپیل کرتے ہیں کہ اپنی دیرینہ روایات کے مطابق مرکزی جمعیۃ اہل حدیث ہند کے سامنے جو عظیم تعمیری پروگرام ہے اس میں دل کھول کر حصہ لیں۔ —— واجرکم عند اللہ

ادارۂ ترجمان

دفتری اعلانات

(۱) مدیر ترجمان اور بعض دوسرے کارکنوں کے رخصت پر ہونے کی وجہ سے یکم جولائی اور ۱۵ جولائی کا شمارہ ایک ساتھ شائع کیا جا رہا ہے

(۲) مرکزی جمعیۃ اہلحدیث ہند کے آرگنائزر مولانا عبداللہ خاں صاحب عارف سراجی جہاں جہاں تشریف لے جائیں ان کے ذریعہ مرکزی جمعیۃ کو بھرپور تعاون دیا جائے۔ سفر اور کی وجہ سے براہ راست بذریعہ منی آرڈر، بینک ڈرافٹ مرکزی دفتر ۴۱۷۳ اردو بازار، اسٹریٹ، صدر بازار دہلی ۶ کے پتہ پر اپنی رقم بھیج کر اجرکم عند اللہ ثواب

(مرکزی دفتر)

رحمت و غفران کا مہینہ

روزے میں پرہیزی! روزہ دار کو چاہیئے کہ روزے کے آداب اور واجبات کا پورا پورا لحاظ کرے جہاں وہ پیٹ کا روزہ رکھتا ہے وہاں نظر، قول، عمل اور زبان، گفتار کو بھی پابند رکھنا چاہیئے۔ جو انسان روزے کے باوجود غیبت، بکواس اور غلط باتوں سے باز نہیں آئے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے بھوکا اور پیاسا رہنے کا محتاج نہیں ہے حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یدع قول الزور والعمل به فلیس للہ حاجة فی ان یدع طعامه وشرابه (بخاری)

نواقض روزہ! جھوٹ، انگلی کھانا پینا، جان بوجھ کر کھانا پینا، نسوار، حقہ، سگریٹ کا کش لگانا، پان چبانا، عمداً قے کرنا، مباشرت کرنا وغیرہ تمام امور نواقض صوم ہیں، ٹیکہ کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے، بہتر یہی ہے کہ اس سے پرہیز کیا جائے۔

روزے میں رخصت - تیل لگانا، مسواک کرنا، خود بخود قے آجانا، بھول چوک کر کھا پی لینا، کلی کرنا، سالن وغیرہ چکھ کر تھوک دینا، سنگھی لگانا وغیرہ کی روزے کی حالت میں رخصت ہے۔

روزے کی کن لوگوں کو رخصت ہے؟

مسافر، حاملہ عورت، دودھ پلانے والی عورت، مریض، شیخ فانی (بالکل بوڑھا مرد اور عورت) جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں اور دائمی مریض کو رمضان میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے۔ اول الذکر تینوں اقسام کے لئے دوسرے ایام میں قضائی دینا ضروری ہے اور موخر الذکر کے لئے صرف فدیہ دینا اور روزے نہ رکھنا جائز ہے۔

بہ شکریہ صراط مستقیم برمنگھم برطانیہ

ترجمان میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیجئے۔

روزہ جسم و روح کے ضبط و انضباط، تزکیہ و تنقیہ پرہیز و احتیاط کا نام ہے!!

مولانا عبد الماجد دریابادی

نفیس پورے سکون کے ساتھ کسی آتی ہے؟ اس کا دل کہ جو رات دن بستر پر پڑا رہتا ہے، یا اس محنتی کا جو دن بھر روز دھوپ کے بعد تھک کر اپنے دماغ و جسم کو چند گھنٹوں کے لئے آرام دینے کو لیٹتا ہے۔ کھانے میں اصلی مزہ کس کو آتا ہے؟ اس امیر کو جو سارے دن اپنے ذائقہ کی خاطر دعوتوں میں لگا رہتا ہے اور طرح طرح کی بد پرہیزیاں کرتا رہتا ہے یا اس غریب کو جو محنت و مشقت کے بعد دن میں ایک یا دو بار سادہ اور معمولی کھانا کھاتا ہے سو کر اٹھنے کے بعد فرحت اور تازگی کس کو حاصل ہوتی ہے؟ اس کو جو سارے دن رات پریشان اور ہولناک خواب دیکھتا رہتا ہے یا وہ جو شروع سے آخر تک میٹھی نیند لیتا رہتا ہے؟ پس اگر کسی کو نیند پورے سکون کے ساتھ نہیں آتی کھانے میں مزہ نہیں آتا، بیدار ہونے کے بعد طبیعت میں کسی طرح کی فرحت نہیں ہوتی تو اس کی ذمہ داری اس کی بے احتیاطیوں بد پرہیزیوں اور بے اعتدالیوں پر آتی ہے۔

روزہ جسم و روح دونوں کے ایک خاص ضبط و انضباط، تزکیہ و تنقیہ، پرہیز و احتیاط کا نام ہے۔ اس کے تمام ہونے پر انتہائی لطف و راحت، لذت و فرحت محسوس ہونی چاہئیے۔ اگر آپ اس میں کمی محسوس کرتے ہیں تو یقیناً یہ آپ ہی کا قصور ہے اور یہ لازمی ہے کہ روزہ کی کچھ شرطیں آپ توڑ چکے ہیں، اور اس کے جو آداب تھے ... وہ آپ نے نہیں رکھے، جسم و دماغ کو اگر آپ دن بھر صحیح طور پر کام میں لگائے ہوئے ہیں تو شب کو نیند کی حالت میں بھی سکون ملے گا، اور نیند پوری کرنے کے بعد بھی فرحت حاصل ہوگی۔ بالکل اسی طرح اگر جسم و روح کو آپ ٹھیک طور پر دن بھر مشغول رکھے ہوئے ہیں، اگر آپ وہ کرتے رہے ہیں جو ایک روزہ دار کو کرنا چاہئیے تو آپ کا دن اور آپ کی رات، آپ کی صبح اور آپ کی دوپہر، آپ کی سہ پہر، اور آپ کی شام غرض آپ کے وقت کا ہر لمحہ آپ کے دل کو کلی کی طرح کھلا رکھے گا، افسردگی اور اداسی آپ کے لئے بے مفہوم ہوگی، اور سرور و نشاط کی ہوائیں آپ کی روح کو تر و تازہ رکھیں گی۔

روزہ کے معنی یہ ہیں کہ آپ اپنے پیدا کرنے والے، آپ کے سامان زندگی کے پیدا کرنے والے، اور آپ کی صحت و زندگی کے جاری رکھنے والے، تندرستی، ہر چیز پر قدرت رکھنے والے کے سامنے یہ اقرار کرتے ہیں کہ سارے دن آپ اپنے تئیں، اپنی آنکھوں اور کانوں اپنے منہ اور زبان، اپنے دل اور اپنے دماغ اپنے ہاتھ اور اپنے پیر، اپنے جسم اور جان غرض اپنے سارے وجود کو ہر بُری راہ سے روکے رہیں گے، ہر گناہ اور بُرائی سے باز رکھیں گے اور صرف اسی کے لئے وقف رکھیں گے، جو ان کا اصلی کام، اس کی سیدھی راہ، اس کا نظرہ حق اور اس کی حقیقی غایت ہے۔ زبان اگر کھلے گی تو صرف کلمۂ حق پر، کان اگر سنیں گے تو صرف حق کی آواز، آنکھ اگر دیکھے گی تو صرف ... رحمت کو، دل اگر سوچے گا تو صرف سچائیوں کو، ہاتھ اور پیر اگر حرکت کریں گے تو صرف سچائی کی راہ میں، ساری زندگی کے سب سے بڑے اور اہم ترین مظہر ... کے ڈوب جانے پر جب آپ اس ذات کے شکر کے ساتھ جس نے آپ کو یہ توفیق دی اپنا جائزہ لیں اور اپنی اس قدرتی ہر شرط کو پوری طرح ادا کیا ہوا پائیں تو دنیا کے کس لفظ اور کس عبارت میں اس کیفیت کو ادا کرنے کی قدرت ہے۔ رضائے الٰہی آپ میں اور آپ رضائے الٰہی میں جذب ہو جائیں گے۔ راحت و لذت، لطف و مسرت، سرور و نشاط، شادی و انبساط یہ سارے الفاظ اس بڑی فرحت (افطار) کی کیفیت کو ادا کرنے سے ناکافی ہیں، جو اس سب سے بڑی فرحت (دیدار الٰہی) کا پیش خیمہ ہے جس سے موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام جیسے برگزیدہ پیغمبر باوجود شوق و تمنا اس دنیا میں محروم رہے۔

کھانا انسان کی زندگی قائم رکھنے کے لئے ہے؟ یا انسان کی زندگی اس لئے ہے کہ اسے کھانے پینے کی لذتوں میں بسر کیا جائے؟ موجودہ مادی دنیا نے شق دوم کو اختیار کیا ہے اور اس کا عمل بھی اسی پر ہے، جیسے شق اول کو اختیار کیا ہے، اور اپنے پیروؤں کو اسی بات پر عمل کی ہدایت کی ہے۔

اسلام دین فطرت کا دوسرا نام ہے اس میں کوئی شے فطرت انسانی و فطرت کائنات کے مخالف ہو نہیں سکتی۔ وہ ایک طرف اپنے پیروؤں کو جائز لذتوں سے لطف اٹھانے کی بار بار دعوت دیتا ہے، دوسری طرف قدم قدم پر لا تسرفوا اور ولا تعتدوا سے قدم باہر نہ رکھنے کی تاکید کرتا جاتا ہے لذتوں پر جھک پڑنے کا نام فسق ہے اور لذتوں سے بالکل کنارہ کش ہو جانے کو رہبانیت کہتے ہیں، اسلام نے جو شاہراہ ہدایت دنیا کے سامنے پیش کی ہے وہ فسق و رہبانیت دونوں سے بچ کر ان کی درمیانی راہ ہے۔

خواص جب گمراہ ہوتے ہیں تو رہبانیت کے دلدل میں پڑ جاتے ہیں، عوام کی گمراہی کا نام فسق ہے۔ نفس انسانی میں لذتوں پر جھک پڑنے کا قدرتی میلان موجود ہے۔ انسان اگر انہی لذتوں پر گر پڑتا ہے اور ایسا گرتا ہے کہ انسانیت سے گزر کر بہیمیت کے غار تک پہنچ جاتا ہے۔ روح کو چاہئیے کہ روز بروز لطافت کی جانب ترقی کرتی جائے تاکہ جب جسم سے جدا ہونے کا وقت آئے تو اپنے مرکز اصلی کی جانب پرواز کرے جو از سرتا پا نور و لطافت ہے، وصل و وصال کا وہ انتہائی لطف و سرور حاصل کرے جس کا نام مذہب کی اصطلاح میں جنت ہے لیکن انسان جب فسق میں مبتلا ہو جاتا ہے یعنی ان مادی لذتوں میں پڑ جاتا ہے جو اس کی روحانی صحت کے حق میں مضر ہیں تو رفتہ رفتہ اس کی روح کثافت اور گندگی میں آلودہ ہونے لگتی ہے یہاں تک کہ جسم سے جدا ہونے کے بعد اس میں اپنے مرکز اصلی کی جانب پرواز کی صلاحیت باقی نہیں رہتی اور مجبوراً اسے تنزل کرکے مادہ کی کثافتوں اور آلائشوں کے مرکز سے آمیز ہونا پڑتا ہے، جو اس سے کوئی بھی طبعی تعلق مناسبت نہیں رکھتے، اس لئے اسے انتہائی اذیت و تکلیف کا سامنا ہوتا ہے اور اس کو مذہب کی اصطلاح میں دوزخ کہتے ہیں۔

اسلام خلق اللہ کو راحت و سرور کی انتہائی منزل تک پہنچانے کا بہترین راہبر ہے۔ اس نے جتن جتن کر اپنے نظام و تعلیم میں وہ باتیں رکھی ہیں جو روح کی کثافتوں کو گھٹاتی ہیں اور گندگی و کثافت جیسے آلودہ ہونے سے اسے محفوظ رکھیں، ان سب تدبیروں میں سے ایک اہم تدبیر کا نام روزہ ہے۔ محض صبح کا اور ... بلا وجہ، خواہ مخواہ کسی کو اپنے تئیں گرسنگی و تشنگی کی تکلیف میں مبتلا کرنا ہرگز روزہ کا مدعا نہیں۔ روزہ کی غرض و غایت صرف یہ ہے کہ انسان کچھ دیر کیلئے تمام اہم لذات مادی کی طرف سے بے توجہ ہو کر روح کو اپنی صفائی و پاکیزگی کی جانب متوجہ ہونے کا موقع دے، قرآن پاک میں روزہ کی غایت دو لفظوں میں ادا کی ہے "لعلکم تتقون" (تاکہ تم پرہیزگار رہو جاؤ)

تقویٰ کے معنی بچنے کے ہیں، بچا کس شے سے؟ ہر اس شے سے جو روح کی پرواز ترقی میں حائل ہوتی ہے، ہر اس شے سے جو روح کی پرواز ترقی میں حائل ہو سکے ہر اس شے سے جو روح کے جوہر لطیف کے حق میں زہر کا اثر رکھتی ہے ہر اس شے سے جو روح کو کثافتوں اور آلائشوں کی دلدل میں پھنسا دے رکھتی ہے، قرآنی بلاغت کا یہ معجزہ ہے کہ اس سارے مفہوم کو ایک لفظ "تتقون" کے ذریعہ سے ادا کر دیا گیا۔

دنیا کے کامل ترین انسان کو نماز کے بعد جو عبادت سب سے زیادہ محبوب تھی وہ روزہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کثرت سے روزہ رکھا کرتے تھے کہ اہل خانہ اور اصحاب ... حیران رہ جاتے۔ وہ کھلی ہوئی اعلیٰ درجہ روح کو روحانی پاکیزگی و صفائی کے کرنے کی بہترین اور کامل ترین دکھانے تھے، دیکھنے والوں نے دیکھا، جس جس نے عمل کیا وہ ... ادراک پہنچ گیا۔

کھانے پینے ... بادی کرنا، سستی سے مطلب پورا نہیں ہوتا، جھوٹ بولنا، غیبت کلامی کرنا، کسی کا دل دکھانا، کسی کے پیچھے اس کا برائی سے ذکر کرنا، مال و دولت کی ہوس کرنا، یہ سب چیزیں ایسی ہیں جو روح کی لطافت کو صدمہ پہنچاتی ہیں، اس کی پاکیزگی کو زنگ دیتی ہیں، اس میں تازگی کی بجائے پژمردگی پیدا کرتی ہیں، جسم و مادہ کی کثافتوں کو بڑھاتی رہتی ہیں۔ اس قسم کی تمام چیزوں سے بچنے اور پرہیز کرنے کا نام روزہ ہے اور روزہ دار کے لئے یہ سب امور ممنوع ہیں۔ ○○

رحمت و غفران کا مہینہ

احکام و مسائل

روزے کا تصور

روزے کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی کہ انسانیت کی۔ روزے کا تصور ہر اس مذہب میں پایا جاتا ہے جو کسی بھی زمانے میں آسمانی مذہب شمار ہوتا رہا ہو بلکہ روزہ کا تصور اس وجود ہر مذہب میں پایا جاتا ہے خواہ اس کے ماننے والے اپنے مذہب کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہ بھی کرتے ہوں۔ البتہ روزوں کی کیفیت دیکھنے میں اختلاف ہو سکتا ہے لیکن ہے آسمانی مذاہب میں تو یہ قدر مشترک ہے جیسا کہ قرآنی الفاظ سے اس کا اندازہ ہوتا ہے کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم اس آیت میں کما کتب علی الذین من قبلکم کے الفاظ کو غور سے پڑھ لیں۔

روزے کی فرضیت

رمضان المبارک کے روزے کی فرضیت بیان کرتے ہوئے قرآن پاک ناطق ہے یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون (البقرہ) اے ایمان والو روزے تم پر فرض کئے گئے جس طرح تم سے پہلے کے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، اور یہ اس لئے ہے کہ تم متقی بن جاؤ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی فرضیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: بنی الاسلام علی خمس شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ والحج وصوم رمضان (بخاری، مسلم) اسلام کی اساس و بنیاد پانچ چیزوں پر ہے (۱) اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبدیت و رسالت کا اقرار کرنا اور اس کی شہادت دینا ہے (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوٰۃ ادا کرنا (۴) حج کرنا (۵) رمضان کے روزے رکھنے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزہ ہر مسلمان، عاقل، بالغ، حاضر، تندرست مرد اور عورت پر فرض ہے۔

روزوں کی تعداد

رمضان کے روزوں کی تعداد تیس اور بعض اوقات انتیس ہوتی ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: نحن امۃ امیۃ لا نکتب ولا نحسب الشہر ہکذا وہکذا وعقد الابہام فی الثالثۃ ثم قال الشہر ہکذا وہکذا وہکذا یعنی تمام الثلاثین یعنی مرۃ تسعا وعشرین ومرۃ ثلاثین (بخاری، مسلم)

ہم ان پڑھ ہیں، ہم حساب کتاب نہیں جانتے آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو پھیلا کر فرمایا کہ مہینہ ایسا ہوتا ہے۔ تیسری بار آپ نے اپنے انگوٹھے کو دبا لیا، پھر آپ نے اس طرح دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر فرمایا مہینہ ایسا ہوتا ہے یعنی پورے تیس دن کا۔ یعنی مہینہ کبھی تیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی انتیس دن کا۔

چاند دیکھ کر روزہ رکھنا چاہئے

اصل مسئلہ یہ ہے کہ روزہ چاند دیکھ کر رکھا جائے اور چاند دیکھ کر ہی افطار کیا جائے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ فان غم علیکم فاکملوا عدۃ شعبان ثلاثین (بخاری، مسلم) تم چاند دیکھ کر روزہ رکھا کرو اور چاند دیکھ کر ہی افطار کیا کرو اگر مطلع ابر آلود ہو جائے تو شعبان کے پورے تیس یوم شمار کیا کرو۔

رمضان سے قبل روزے رکھنا

ہمارے ہاں بعض لوگ رمضان کی آمد سے دو ایک روز قبل شعبان کا روزہ رکھتے ہیں وہ اپنے خیال میں رمضان کا استقبال اور خیر مقدم کرتے ہیں، ایسے روزے رکھنا جائز نہیں ہیں۔ رمضان سے دو ایک روز قبل روزہ رکھنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ آپ کا ارشاد ہے: اذا انتصف شعبان فلا تصوموا (ترمذی، ابن ماجہ) کہ جب شعبان نصف گذر جائے تو نفلی روزے رکھنا چھوڑ دو۔ دوسری جگہ آپ فرماتے ہیں: لا یتقدمن احدکم رمضان بصوم یوم او یومین الا ان یکون رجل کان یصوم صوما فلیصم ذالک الیوم (بخاری، مسلم) کہ تم میں سے کوئی انسان بھی رمضان سے ایک روز یا دو روز قبل روزہ نہ رکھے۔ ہاں البتہ اگر کسی انسان کا معمول پہلے سے روزے رکھنے کا ہے تو وہ روزہ رکھ سکتا ہے۔

عمر بھر کے روزے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے کی اہمیت، فضیلت اور مقام و مرتبہ بڑے دلنشین الفاظ میں بیان کیا ہے۔ آپ کی اس حدیث سے اس کا اندازہ لگائیے: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من افطر یوما من رمضان من غیر رخصۃ ولا مرض لم یقض عنہ صوم الدہر کلہ وان صامہ (بخاری، ترمذی، ابوداؤد) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو انسان بلا عذر شرعی روزہ ترک کرے تو زمانہ بھر روزے کیوں نہ رکھے، یعنی اس کی قضا تو ہو سکتی ہے مگر وہ ثواب نہیں مل سکتا جو رمضان میں ملتا ہے۔

رحمت کے دروازے کا وا ہونا اور شیاطین کی بندش

تمام سال میں صرف رمضان ہی کو اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑا شرف اور مقام عطا فرمایا ہے۔ چنانچہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل رمضان فتحت ابواب الرحمۃ وغلقت ابواب جہنم وسلسلت الشیاطین (بخاری، مسلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب رمضان شروع ہو جاتا ہے تو رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو مقید و محبوس کر دیا جاتا ہے۔

روزے کا بدلہ

میں ہی خود دوں گا

روزے کا کیا مقام ہے؟ اور اس کی ادائیگی سے کیا اجر و ثواب ملتا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ (بخاری، مسلم) کی اس حدیث سے اندازہ لگائیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ابن آدم کو ہر نیکی کے بدلے میں دس سے لے کر سات سو تک اضافہ کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزہ اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ روزہ محض میری رضا و خوشنودی کے لئے رکھا جاتا ہے لہٰذا میں خود ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ میری ہی وجہ سے وہ اپنے کھانے اور خواہشات کو ترک کرتا ہے۔ روزہ دار کو دو خوشیاں بے مثال ہوتی ہیں، ایک خوشی اس وقت جب وہ دن بھر کی بھوک پیاس کے بعد روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری اس وقت جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔ روزہ اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو کا مقام اللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بڑھ کر ہے اور روزہ جہنم سے ڈھال ہے۔ جب تم میں سے کوئی روزہ دار ہو تو بے ہودہ کلام اور فضول باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ اگر کوئی اس سے گالی گلوچ سے پیش آئے یا اس سے لڑائی کرنا چاہے تو اس سے یہ کہہ کر الگ ہو جائے کہ بھائی میں روزے سے ہوں۔

جنت کے دروازے

جنت کے آٹھ دروازے ہیں اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کو یہ شرف بخشا ہے کہ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے ایک دروازہ روزہ داروں کے لئے مخصوص قرار دیا اور فرمایا کہ اس دروازے سے صرف روزے دار ہی داخل ہو سکیں گے جس کا نام باب الریان (سیراب کرنے والا دروازہ) رکھا۔ اصل الفاظ یہ ہیں: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الجنۃ ثمانیۃ ابواب منہا باب یسمی باب الریان لا یدخلہ الا الصائمون (بخاری، مسلم)

دو سفارشی

روزہ اور قرآن دو سفارشی ہوں گے جو قیامت کے روز اس کی اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارش کریں گے اسے عذاب سے آزاد کرا دیں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

الصیام والقرآن یشفعان للعبد یقول الصیام ای رب انی منعتہ الطعام والشہوات بالنہار فشفعنی فیہ ویقول القرآن منعتہ النوم باللیل فشفعنی فیہ فیشفعان (بیہقی)
کہ روزے اور قرآن اللہ تعالیٰ کے بندے کی سفارش کریں گے۔ روزے کہیں گے کہ اے باری تعالیٰ میں نے اسے دن بھر کھانے اور پینے اور دیگر نفسانی خواہشات سے باز رکھا، اس کے بارے میں میری سفارش قبول کی جائے اور قرآن کہے گا کہ اے مولائے کریم میں نے اسے رات بھر میٹھی نیند سونے سے روکے رکھا تھا اس کے بارے میں میری سفارش کو شرف قبولیت عطا فرما۔ پس ان دونوں کی سفارش شرف قبولیت حاصل کرے گی۔

اللہ تعالیٰ کی منادی

رمضان خیر و برکت، رحمت، مغفرت اور اللہ تعالیٰ کی رضامندیوں کا مہینہ ہے اس مبارک ماہ میں نیک انسان کو نیکی کی تلاش پوری شدومد سے کرنی چاہیئے بلکہ ہر مسلمان کو اس ماہ مبارک کے احترام و تقدس کو ملحوظ رکھتے ہوئے رکھنا چاہیئے اور اپنی عادتوں سے باز آجانا چاہیئے۔ حضور پاک کا ارشاد ہے۔ پکارنے والا پکارتا ہے یا باغی الخیر اقبل ویا باغی الشر اقصر وللہ عتقاء من النار (ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد) کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے منادی پکارتا ہے آخر یہ آواز بلند کرتا ہے اور صدا دیتا ہے کہ اے نیکی کے متلاشی، خیر و برکت کی تلاش میں محنت کر، اس کے حصول میں قوت اور طاقت صرف کر اور اے وہ انسان جو برائی کو اپنا وظیفہ حیات بنا چکا ہے تجھے کم از کم اس بابرکت مہینے سے شرم کرنی چاہیئے اور برائیوں سے باز آجانا چاہیئے۔ اور اس مہینے میں اللہ تعالیٰ لوگوں کو آگ سے آزاد کرتا ہے اور انہیں آگ سے آزاد کرتا ہے۔

رمضان کے تین حصے

رمضان کے مبارک مہینے کو اللہ تعالیٰ نے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ان حصوں میں لوگ فضائل و مراتب بیان کئے ہیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اس کی تقسیم ملاحظہ فرمایئے۔ وھو شھر اولہ رحمۃ واوسطہ مغفرۃ وآخرہ عتق من النار (مشکوٰۃ) کہ رمضان ایسا مبارک مہینہ ہے کہ اس کا پہلا عشرہ رحمت ہے اور دوسرا عشرہ مغفرت ہے اور آخری حصہ میں اللہ مومنوں کو جہنم کی آگ سے آزاد کرتا ہے۔

رمضان المبارک میں

فرض و نفل کا ثواب

رمضان ہی وہ مبارک اور مقدس مہینہ ہے جس میں کی ہوئی ایک نیکی فرض کا مقام رکھتی ہے اور رمضان میں ادا کیا ہوا ایک فرض ستر فرض کا مقام رکھتا ہے (مشکوٰۃ) اس سے آپ اندازہ لگا لیں کہ اللہ تعالیٰ اس مہینے میں کس قدر اجر و ثواب اور فضل و کرم عطا فرماتا ہے۔

روزہ افطار کرانا

کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرانے کا کیا مقام ہے؟ اس کا اندازہ حدیث کے الفاظ سے کیجئے۔ من فطر فیہ صائما کان مغفرۃ لذنوبہ وعتق رقبتہ من النار وکان لہ مثل اجرہ من غیر ان ینقص من اجرہ شیئا۔ جو انسان کسی روزہ دار کا رمضان میں روزہ افطار کرائے گا تو اس کے گناہوں کی بخشش اور آگ سے آزادی کا باعث ہوگا۔ اور روزہ افطار کرانے والے کو اسی قدر ثواب ملے گا جس قدر روزہ دار کو اور کسی کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

حوروں کی دعا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر سال جنت کو آئندہ سال کے لئے خوب سجایا اور آراستہ کیا جاتا ہے جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرش کے نیچے سے ہوائیں چلتی ہیں اور جنت کے درختوں سے ہوکر حوروں کے پاس سے گذرتے ہیں اس وقت حوریں یہ دعا کرتی ہیں رب اجعل لنا من عبادک ازواجا تقربھم اعیننا وتقر اعینھم بنا کہ اے اللہ اپنے بندوں میں سے ایسے ہمارے خاوند بنا جنہیں دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں اور ان کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی کر۔

رزق میں اضافہ

یہی وہ مبارک اور مقدس مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ مومن کے رزق میں اضافہ کرتا ہے (مشکوٰۃ) مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ رمضان المبارک میں اللہ کے رستے میں خرچ کرکے اپنے رزق میں اضافہ کرالیں۔

روزے کی نیت

روزہ رکھنے سے قبل روزہ کی نیت کرنا ضروری ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ رمضان کا پہلا روزہ رکھنا ہی بجائے خود رمضان کے تمام روزوں کی نیت کرنا ہے لیکن ان کا یہ خیال درست نہیں ہے کیونکہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

من لم یجمع الصیام باللیل فلا صیام لہ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی) کہ جو انسان سحری کھانے سے قبل روزے کی نیت نہیں کرے گا اس کا روزہ روزہ تصور نہیں کیا جائے گا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ روزے سے قبل نیت کرنا ضروری ہے۔

نوٹ: نیت کا محل دل ہے زبان سے کوئی مخصوص الفاظ ادا کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں۔

سحری

سحری ضرور کھانا چاہیئے ابتدائے اسلام میں سحری کا رواج نہ تھا بلکہ عشاء کو سونے سے قبل ہی کھانا کھا لیا جاتا تھا بعد میں مسلمانوں کی سہولت کے لئے سحری کھانے کی اجازت مرحمت فرمادی گئی۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ تسحروا فان فی السحور برکۃ (متفق علیہ) کہ سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نہار منہ یعنی خالی پیٹ روزہ رکھنا سنت کے خلاف ہے۔

روزہ افطار کرنے کا وقت

روزے کی سحری اور افطار کے اوقات میں عام طور پر بے احتیاطی سے کام لیا جاتا ہے اس مسئلہ کو بھی حضور علیہ السلام کی زبانی سمجھنا چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اذا اقبل اللیل من ھھنا وادبر النھار من ھھنا وغربت الشمس فقد افطر الصائم (بخاری، مسلم) کہ جب رات مشرق کی طرف سے نمودار ہو جائے اس وقت روزہ دار کو روزہ افطار کر لینا چاہیئے یعنی سورج غروب ہوتے ہی افطار کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

افطار میں تعجیل

ہمارے ہاں روزے کے افطار میں ضرورت سے زیادہ تاخیر سے کام لیا جاتا ہے حالانکہ تاخیر سے روزہ افطار کرنا بالکل غیر مسنون طریقہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہ ہے کہ روزے کے افطار میں تعجیل سے کام لیا جائے۔ چنانچہ ایک مقام پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

لا یزال الناس بخیر ما عجلوا الفطر (بخاری، مسلم) کہ لوگ جب تک افطار میں تعجیل سے کام لیں گے خیر و برکت میں رہیں گے۔

دوسری جگہ آپ نے فرمایا: قال اللہ تعالیٰ احب عبادی الی اعجلھم فطرا (ترمذی) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بندوں میں سے مجھے وہ زیادہ پیارا ہے جو روزے کے افطار میں تعجیل سے کام لیتا ہے۔

ایک اور مقام پر آپ کا ارشاد ہے لا یزال الدین ظاھرا ما عجل الناس الفطر لان الیھود والنصاریٰ یؤخرون (ابوداؤد، ابن ماجہ) کہ اس وقت تک غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں تعجیل سے کام لیں گے۔ کیونکہ یہود و نصاریٰ افطار میں تاخیر سے کام لیتے ہیں۔

حضرت ابو عطیہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں اور مسروق ام المومنین حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک ایک شخص افطار میں تعجیل سے کام لیتا ہے اور دوسرا افطار اور نماز میں تاخیر سے کام لیتا ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا وہ کون کون ہیں؟ ہم نے عرض کیا کہ اول الذکر عبداللہ بن مسعودؓ اور ثانی الذکر ابو موسیٰؓ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اول الذکر بالکل ٹھیک کرتا ہے۔ کیونکہ حضورؐ بھی یونہی کیا کرتے تھے۔ ان احادیث سے روزے کے افطار میں تعجیل کا اندازہ لگا لیجئے۔

اور جب اذان شروع ہو

انسان جب کھانا کھا رہا ہو صبح صادق ہو چکی ہو یعنی صبح کی اذان ہو رہی ہو اس وقت انسان کو کھانا کھا لینا چاہیئے کیونکہ حضور علیہ السلام سے یہ ثابت ہے آپ فرماتے ہیں اذا سمع النداء احدکم والاناء فی یدہ فلا یضعہ حتی یقضی حاجتہ منہ (ترمذی) کہ جب تم میں سے کوئی کھا رہا ہو اور اذان ہو جائے تو اسے کھانے سے فارغ ہونا چاہیئے۔

روزہ افطار کرنے کی دعا

روزے کی افطاری کا وقت بڑا مبارک اور مقدس ہوتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی دعا کو شرف قبولیت بخشتا ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ افطاری کے وقت اللہ تعالیٰ سے اچھی اچھی دعا کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزہ افطار کرتے تو یہ دعا کرتے: اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ (ابوداؤد) باقی

محمود احمد میر پوری

لَیْلَۃُ القَدْر

ایک رات، ایک ہزار مہینے سے بہتر!

یوں تو رمضان المبارک کا پورا مہینہ رحمتوں، برکتوں اور بخششوں کا مہینہ ہے اس کے دنوں کا ایک ایک لمحہ اور اس کی راتوں کی ایک ایک گھڑی سعادتوں سے معمور ہے لیکن اس مہینے کے اندر اللہ تعالیٰ نے ایک رات ایسی بھی رکھی ہے جو نہ صرف رمضان بلکہ سال بھر کے دنوں اور راتوں سے افضل و اعلیٰ قرار دی گئی ہے بلکہ اس رات کے نام پر قرآن میں ایک مستقل سورۃ القدر نازل کی گئی ہے اس رات کو یہ فضیلت اس لئے عطا کی گئی کہ اس میں قرآن کریم جیسی کتاب عظیم نازل کی گئی۔ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ہم نے بلا شبہ اس کتاب کو برکت والی رات میں اتارا۔

لیلۃ القدر کب ہے؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ رات رمضان المبارک کے مہینے میں ہے کیونکہ قرآن نے اس کی وضاحت یوں فرمائی ہے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ کہ رمضان کے مہینے میں ہی قرآن نازل کیا گیا اور دوسری جگہ اس رات کو بابرکت کہا گیا جس میں قرآن نازل ہوا۔ یہاں اس امر کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ سارا قرآن اس رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کر دیا گیا تھا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس رات پورا قرآن لوح محفوظ سے آسمان اول پر بیت العزت میں اتارا گیا اور پھر وہاں سے احوال و حالات کے مطابق تھوڑا تھوڑا تئیس سالوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا رہا۔ جب اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ یہ رات رمضان کے مہینے میں ہے تو اب یہ جاننا ہے کہ یہ کس عشرے اور پھر کس رات میں ہے۔ اس بارے میں جو مختلف احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہیں، ان کی روشنی میں جائزہ لیتے ہیں۔

پہلی حدیث

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان شریف کے پہلے دس دن اعتکاف کیا ہم بھی آپ کے ساتھ ہی اعتکاف میں بیٹھے تھے۔ آپ کے پاس جبرئیل آئے اور کہا جسے آپ ڈھونڈ رہے ہیں وہ آگے ہے۔ پھر آپ نے دوسرے عشرے میں بھی اعتکاف کیا اور ہم نے بھی۔ پھر جبرئیل آئے اور کہا جسے آپ ڈھونڈ رہے ہیں وہ ابھی آگے ہے۔ چنانچہ رمضان کی بیس تاریخ کو رسول اللہ نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ میرے ساتھ اعتکاف کرنے والوں کو چاہئے کہ وہ پھر اعتکاف میں بیٹھ جائیں میں نے لیلۃ القدر دیکھ لی ہے میں بھول گیا۔ لیلۃ القدر آخری عشرے کی طاق راتوں میں ہے میں نے دیکھا گویا کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں۔ ہماری مسجد ان دنوں مسجد نبوی کی چھت کھجور کے چھپر سے بنی تھی۔ آسمان پر ایک بادل نمودار ہوا جبکہ پہلے ایک ٹکڑا بھی نہ تھا۔ پھر خوب بارش ہوئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب سچا ثابت ہوا اور میں نے خود دیکھا کہ نماز کے بعد آپ کی پیشانی پر مٹی لگی ہوئی تھی۔ اس روایت کے ایک طریق میں ہے کہ یہ اکیسویں رات تھی۔ اس حدیث کو صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں نے نقل کیا ہے۔

دوسری حدیث

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں شب قدر کو تلاش کرو۔ (بخاری و مسلم)

تیسری حدیث

حضرت عبادہ بن صامت سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں لیلۃ القدر کی خبر دینے کے لئے نکلے۔ وہاں دو مسلمان آپس میں جھگڑ رہے تھے آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں لیلۃ القدر کی خبر دینے کے لئے آیا تھا لیکن فلاں فلاں کی لڑائی کی وجہ سے اٹھا لی گئی اور ممکن ہے اس میں تمہاری بہتری ہو۔ اب اسے نویں، ساتویں اور پانچویں رات میں ڈھونڈو۔ (بخاری)

چوتھی حدیث

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رمضان کی آخری دس راتیں آ جاتیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری ساری رات جاگتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے اور کمر کس لیتے (بخاری و مسلم)

پانچویں حدیث

چند صحابہ نے اپنے خواب میں لیلۃ القدر رمضان کی آخری سات راتوں میں دیکھی۔ انہوں نے حضور کی خدمت میں اپنے خواب بیان کئے۔ آپ نے فرمایا: تمہارے خواب اس بارے میں موافق ہیں۔ پس طلب کرنے والے کو چاہئے کہ وہ لیلۃ القدر کو ان آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔

ان مذکورہ احادیث کی روشنی میں ہم با آسانی اس نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں کہ لیلۃ القدر رمضان شریف کی آخری دس راتوں میں ہے۔ امام شافعی، امام مالک، امام ثوری، امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ کے نزدیک بھی یہ رات رمضان کے آخری عشرے میں مختلف راتوں میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

بعض شیعہ کا قول ہے کہ حدیث میں جو آیا ہے کہ دو آدمیوں کے جھگڑنے کی وجہ سے یہ رات اٹھا لی گئی۔ اس کے بعد اب لیلۃ القدر کبھی نہیں آئے گی۔ یہ درست نہیں ہے کیونکہ اٹھا لینے سے مراد تعیین ہے کہ اس جھگڑے کی وجہ سے آپ اس کا تعین نہیں بتا سکے کہ وہ آخری عشرے میں کونسی رات ہے۔

لیلۃ القدر طاق راتوں میں ہے؟

مسند احمد کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ رات دس باقی راتوں میں ہے جو اس کا قیام طلب ثواب کی نیت سے کرے، اللہ اس کے سارے گناہ معاف کر دے گا اور یہ رات اکائی کی ہے یعنی اکیسویں یا تئیسویں یا پچیسویں یا ستائیسویں یا انتیسویں۔ حضرت ابوذر فرماتے ہیں کہ مجھے بھی حضور نے یہ رات آخری عشرے میں تلاش کرنے کی تلقین کی ہے۔ ایک حدیث میں چوبیسویں رات کا ذکر بھی آیا ہے۔ مگر وہ صحیح نہیں ہے۔ بعض روایات میں ۲۷ تاریخ کا ذکر آیا ہے کہ لیلۃ القدر اسی رات میں ہے۔ لیکن احادیث کا جو فرق اور جائزہ لینے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ کسی ایک رات کے بارے میں یقین نہیں کیا جا سکتا کہ لیلۃ القدر فلاں رات میں ہی مخصوص ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ لیلۃ القدر رمضان کے آخری دس دنوں میں طاق راتوں میں آتی رہتی ہے۔

لیلۃ القدر کی فضیلت

(۱) قرآن کریم نے اس رات کو ایک ہزار مہینے سے بہتر و افضل قرار دیا ہے جس کا مطلب ہے کہ اس رات کی عبادت ایک ہزار مہینے کی عبادت سے بہتر ہے۔ بعض مفسرین نے اس سورت کے شان نزول کے ضمن میں یہ روایت ذکر کی ہے کہ بنی اسرائیل میں چار عابد و زاہد تھے جنہوں نے اسّی سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور ایک آنکھ جھپکنے کے برابر بھی نافرمانی نہ کی اور وہ حضرت ایوب، حضرت زکریا، حضرت حزقیل بن عجوز اور حضرت یوشع بن نون ہیں۔ صحابہ کرام کو سن کر بہت تعجب ہوا۔ اسی وقت حضرت جبرئیل رسول اللہ کے پاس آئے اور یہ سورت نازل ہوئی۔ کہ آپ ان پر تعجب کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بہتر ایک رات دی جس کی عبادت ایک ہزار مہینے کی عبادت سے بہتر ہے۔ قرآن نے اس رات کو فرشتوں کے نزول کا ذریعہ بتایا ہے۔ فرشتے رحمت و برکت کے ساتھ نازل ہوتے رہتے ہیں۔ قرآن کی تلاوت کے موقع پر، اللہ تعالیٰ کے ذکر کے موقع پر اور وعظ و ارشاد کی مجالس میں، لیکن اس رات کو جبرئیل اپنی معیت میں فرشتے بڑی تعداد میں نازل ہوتے ہیں۔ اتنی بڑی تعداد میں کسی رات میں فرشتے اللہ کی رحمتیں لے کر نازل نہیں ہوتے اور فجر تک رحمت و سلامتی کی بارش ہوتی رہتی ہے۔

(۲) بخاری شریف کی حدیث ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جو شخص ایمان اور خلوص نیت کے ساتھ اس رات اللہ کی عبادت کے لئے قیام کرے اس کے تمام پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

(۳) حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ اس رات اہم امور کا فیصلہ کیا جاتا ہے اور رزق مقدر کیا جاتا ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے فِیْهَا یُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِیْمٍ یعنی اس رات میں ہر حکمت والے کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ حضرت شعبیؒ فرماتے ہیں کہ اس رات فرشتے مسجد والوں پر صبح تک سلام بھیجتے رہتے ہیں۔

لیلۃ القدر کی دعا

یوں تو ہر موقع پر دعا کثرت سے کرنی چاہئے لیکن رمضان میں اور خصوصاً اس کے آخری

عشرے کی طاق راتوں میں اس دعا کو کثرت سے پڑھنا چاہیے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي۔ (اے اللہ تو درگذر کرنے والا ہے اور معافی کو پسند کرنے والا ہے۔ مجھے بھی معاف فرما دے۔) حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ سے پوچھا اگر مجھے لیلۃ القدر سے موافقت ہو جائے تو کیا دعا پڑھوں؟ تو آپ نے یہی دعا بتائی جو اوپر ذکر کی گئی ہے۔

لیلۃ القدر کی نشانیاں

حضرت ابی ابن کعبؓ کا یہ قول مسند احمد میں نقل کیا گیا ہے کہ جس رات لیلۃ القدر ہو، اس دن سورج کی شعاعیں تیز نہیں ہوتیں اور اس پر سفیدی کا غلبہ ہوتا۔ لیکن اس روایت کی صحت پر کلام ہے کیونکہ اس روایت میں حضرت ابی بن کعبؓ کا یہ دعویٰ بھی نقل کیا گیا ہے کہ یہ رات لازمی طور پر ستائیسویں تاریخ کو ہوتی ہے اور اس کی تائید میں بعض سلف کے اقوال بھی نقل کئے گئے ہیں۔ جیسے امام ابو حنیفہؒ سے ایک روایت اسی قول کی نقل کی گئی ہے اور امام احمد کا مسلک مختار یہی قرار دیا گیا ہے جبکہ اس کے مقابلے میں صحیح احادیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ یہ رات کسی ایک تاریخ میں متعین نہیں کی جا سکتی بلکہ کسی ایک طاق رات میں ہو سکتی ہے اور نہیں بھی ہو سکتی ہے۔ ابو داؤد طیالسی نے ایک روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لیلۃ القدر صاف و شفاف سردی گرمی سے خالی رات ہے، اس کی صبح کو سورج مدھم روشنی والا سرخ نکلتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ اس رات نہ زیادہ گرمی ہوتی ہے اور نہ سردی۔ اس قدر روشن رات ہوتی ہے کہ معلوم ہوتا ہے گویا چاند نکلا ہوا ہے اور پھر سورج کے ساتھ شیطان نہیں نکلتا یہاں تک کہ دھوپ پھیل جائے۔ ان مختلف روایات کی روشنی میں یہ بات تو کہی جا سکتی ہے کہ اس رات کچھ ظاہری تبدیلیاں بھی محسوس کی جاتی ہیں لیکن درحقیقت اس رات میں عبادت کرنے والے اصل وہ برکات ہیں اور رحمتیں ہیں جو اس رات میں عبادت کرنے والے کے حصے میں آتی ہیں اور یہ عبادت ہزار مہینے کی عبادت سے بہتر ہے۔

لیلۃ القدر میں نازل ہونے والی رحمتیں کس کے لئے ہیں؟

اس رات کو جو رحمتوں اور برکتوں سے بھرپور اور معمور ہے اللہ کے بے شمار فرشتے خیر و سلامتی کے پیغام لے کر زمین پر پھیل جاتے ہیں۔ اس بارے میں امام ابو حاتم نے حضرت کعب بن احبارؒ سے ایک دلچسپ روایت نقل کی ہے جس کی صحت و عدم صحت سے قطع نظر اس کا ذکر یہاں مفید رہے گا۔ فرماتے ہیں سدرۃ المنتہیٰ جو ساتویں آسمان کی حد پر جنت سے متصل ہے جو دنیا و آخرت کے فاصلے پر ہے اس کی بلندی جنت میں ہے۔ اس کی شاخیں اور ڈالیاں کرسی کے نیچے ہیں اور اس میں اس قدر فرشتے ہیں جن کی تعداد اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ہر شاخ پر بے شمار فرشتے ہیں، ایک بال برابر جگہ بھی فرشتوں سے خالی نہیں ہے۔ درمیان میں جبریلؑ کا مقام ہے۔ جبریل علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے کہ اے جبریلؑ! لیلۃ القدر میں اس درخت کے تمام فرشتوں کو لے کر زمین پر جاؤ۔ چنانچہ یہ فرشتے جن کے دلوں میں ہر مومن کے لئے محبت اور رحمت بھری ہوتی ہے، سورج غروب ہوتے ہی حضرت جبریلؑ کی قیادت میں زمین پر اترتے ہیں اور وہاں سجدے و قیام میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ تمام مومن مردوں اور عورتوں کے لئے دعائیں مانگتے ہیں۔ ان گرجا، مندر، آتش کدے یا جہاں خدا کے سوا کسی دوسرے کی عبادت ہوتی ہو وہاں یہ فرشتے نہیں جاتے۔ ان جگہوں پر بھی نہیں جاتے جہاں گندی چیزیں ہوں، جس گھر میں شرابی ہو، یا جہاں کوئی بت ہو یا جس گھر میں باجے گاجے کا سامان ہو وہاں یہ رحمت کے فرشتے نہیں جاتے۔ ان کے علاوہ زمین کے چپے چپے پر گھوم جاتے ہیں۔ جبریل مومنین سے مصافحہ بھی کرتے ہیں۔ جس کی نشانی یہ ہے کہ جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دل نرم ہو جاتا ہے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں تو سمجھو اس کا ہاتھ جبریل کے ہاتھ میں ہے۔ حضرت کعبؓ کہتے ہیں جو شخص اس رات تین بار لا الہ الا اللہ پڑھے اس کی پہلی مرتبہ پڑھنے پر گناہوں کی بخشش ہو جاتی ہے، دوسری مرتبہ پڑھنے پر آگ سے نجات اور تیسری مرتبہ پڑھنے سے جنت میں داخل ہوگا۔ راوی نے پوچھا جو اس کو سچا سمجھ کر ہے اس کے؟ فرمایا اسی زبان سے نکلا گا جو اس کو سچائی کے ساتھ ادا کرے گا۔ خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے لیلۃ القدر کا فرشتوں پر اتنا بوجھ پڑتا ہے جیسے ان کی پیٹھ پر پہاڑ رکھ دیا گیا ہو۔ فجر ہونے تک فرشتے اسی طرح رہتے ہیں۔ پھر سب سے پہلے حضرت جبریلؑ آسمان کی طرف بلند ہوتے ہیں اور اپنے ان دو سبز پروں کو پھیلا دیتے ہیں جنہیں وہ اس رات کے سوا کبھی نہیں پھیلاتے اور اس وجہ سے سورج کی تیزی ماند پڑ جاتی ہے۔ پھر سارے فرشتے اوپر جاتے ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام اور ان فرشتوں کا نور مل کر سورج کے نور کو ماند کر دیتا ہے۔ اس پر سارے فرشتے آسمان و زمین کے درمیان ٹھہر کر مومن مردوں اور عورتوں کے لئے دعائیں مانگتے رہتے ہیں اور ان کے گناہوں کی بخشش طلب کرتے رہتے ہیں، نیک نیتی کے ساتھ روزے رکھنے والوں کے لئے اور ان لوگوں کے لئے بھی جن کا یہ خیال ہو کہ آئندہ سال بھی اگر خدا نے زندگی رکھی تو رمضان کے روزے رکھیں گے۔ یہ ساتھ ہو کر رہیں گے، دعائیں مانگتے ہوئے فرشتے شام کو آسمان دنیا کی طرف چلے جاتے ہیں وہاں پر موجود فرشتے حلقے باندھ کر ان کے پاس جمع ہو جاتے ہیں اور ایک ایک مومن مرد و عورت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ فلاں شخص کو تم نے اس سال کس حال میں پایا؟ تو کہتے ہیں گزشتہ سال تو ہم نے اسے عبادتوں میں پایا تھا لیکن اس سال وہ بدعتوں میں مبتلا تھا اور فلاں گزشتہ سال بدعتوں میں مبتلا تھا لیکن اس سال عبادتوں میں مصروف تھا اور سنت کے مطابق عمل میں پایا۔ یہ سن کر فرشتے بدعات میں مبتلا ہونے والے کے لئے دعائیں بند کر دیتے ہیں اور سنت پر عمل کرنے والے کے لئے دعائیں شروع کر دیتے ہیں۔ اسی طرح یہ فرشتے دوسرے سے ظاہر کرتے ہیں کہ فلاں کو ہم نے اللہ کے ذکر میں پایا، فلاں کو رکوع میں، فلاں کو سجدے میں، فلاں کو تلاوت کلام پاک میں۔ یہ رات وہاں گزارنے کے بعد دوسرے آسمانوں سے ہوتے ہوئے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچتے ہیں۔ سدرۃ المنتہیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ مجھ میں بسنے والو میرا تم پر حق ہے میں بھی ان سے محبت رکھتا ہوں جو خدا سے محبت رکھے، خدارا مجھے بھی تو ان لوگوں کی خیر دو اور ان کے نام بتاؤ۔ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اب فرشتے اس کے سامنے گن گن کر ایک ایک مرد و عورت کا نام مع ولدیت بتاتے ہیں۔ اس کے بعد جنت سدرۃ المنتہیٰ کی طرف متوجہ ہو کر پوچھتی ہے کہ تجھ میں رہنے والے فرشتوں نے تجھے اہل زمین کے بارے میں جو خبریں دی ہیں مجھے بھی ان کے متعلق بتاؤ۔ چنانچہ سدرۃ المنتہیٰ اس سے ذکر کرتا ہے یہ سن کر جنت کہتی ہے خدا کی رحمت ہو فلاں مرد اور فلاں عورت پر اے اللہ ان کو مجھ سے جلد ملا۔

اس کے بعد سب سے پہلے جبریلؑ اپنی جگہ پر پہنچ جاتے ہیں اور رب العالمین کے حضور عرض کرتے ہیں کہ میں نے تیرے فلاں فلاں بندے کو سجدے میں پایا تو ان کو بخش دے۔ اللہ فرماتے ہیں: میں نے ان کو بخش دیا۔ جبریل یہ خوشخبری عرش اٹھانے والے فرشتوں کو سناتے ہیں۔ پھر سب کہتے ہیں کہ فلاں فلاں شخص پر اللہ نے اپنی رحمت سے بخشش کر دی۔ پھر جبریل کہتے ہیں یا اللہ فلاں کو گزشتہ سال تو عامل سنت پایا مگر اس دفعہ بدعت میں غرق تھا اور تیرے احکام سے سرگرداں ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے جبریلؑ! ایسا شخص اگر مرنے سے تین ساعت پہلے بھی توبہ کر لے گا تو میں اسے بخش دوں گا۔ جس پر جبریلؑ بے ساختہ پکار اٹھیں گے خدایا تیرے لئے سب تعریفیں۔ الٰہی تو اپنی مخلوق پر سب سے زیادہ مہربان۔ اس روایت کو امام ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں ابو حاتم کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ (بشکریہ صراط مستقیم برمنگھم برطانیہ) ○○○

تعداد تراویح پر ایک منصفانہ نظر

اگرچہ ان تمام اعداد میں سے جو کوئی آٹھ یا بیس یا اس سے زیادہ جس میں سے کسی کا بھی التزام کر لے، جائز ہوگا لیکن سب سے زیادہ صحیح، سب سے زیادہ ثابت اور افضل عدد وہی ہے جو رسول اکرم سے ثابت ہے اور وہ آٹھ رکعت تراویح اور تین وتر ہیں کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال و اقوال دوسروں کے اعمال و اقوال سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ ہم عام مسلمان بھائیوں سے خصوصاً عرض کرتے ہیں کہ وہ جس مسجد میں چاہیں نماز پڑھیں اور جتنی چاہیں پڑھیں لیکن اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے محبت و اخوت کے جذبات سے دل بھرپور رکھیں اور علماء کرام سے بھی ہماری درخواست ہے کہ وہ اس خالص نفل عبادت کے مسئلے کو لوگوں میں نفرت پھیلانے کا ذریعہ نہ بنائیں۔ اللہ ہم سب کو اپنی خالص اطاعت کی توفیق سے نوازے۔ آمین

(بشکریہ صراط مستقیم

برمنگھم برطانیہ)

تعدادِ تراویح پر ایک منصفانہ نظر

محمد عبدالکریم ثاقب

ہم مسلمانوں کی کتنی بڑی بدقسمتی ہے کہ وہ بابرکت مواقع جو رحمت الٰہی کو اپنے دامن میں سمیٹنے، بندوں کی بخشش و مغفرت کا سامان کرنے کے لئے ہمیں عطا ہوا کرتے ہیں ہم ان کو اپنی کم علمی، ہٹ دھرمی، تعصب اور غیر منصفانہ رویے، شخصیت پرستی یا انانیت کی وجہ سے ضائع کرکے ان سے فائدہ اٹھانے کی بجائے الٹا غضب الٰہی کے مستحق بن جاتے ہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نیکی کا بہت بڑا معرکہ مار رہے ہیں۔ رمضان المبارک جیسے باران رحمت کا آغاز ہو یا عید جیسا خوشی کا تہوار، رمضان کی مقدس و بابرکت راتوں کے قیام کا معاملہ ہو یا ادائیگی صدقات کا، عظیم تہوار مسلمانوں کی خوشیاں اختلافات کی دبیز تہوں تلے دب جاتی ہیں۔ حالانکہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا نظام عبادات اور اس کی ادائیگی کے طریق کار کی سب سے بڑی حکمت یہ ہے کہ امت مسلمہ میں اتحاد و یکجہتی کا شعور پیدا ہو۔

ان ہی اختلافات میں سے ایک مسئلہ تراویح کا بھی ہے۔ رمضان کی آمد سے پہلے یہ آوازیں اور دعوے سننے میں آتے ہیں کہ فلاں مسجد میں آٹھ رکعت پڑھی جاتی ہے وہاں مت جانا، وہاں سنت پر عمل نہیں، وہ گمراہ ہیں، انہوں نے عبادت کم کر دی ہے۔ دوسری طرف کا بھی یہ انداز ہے کہ بیس رکعت بدعت ہے۔ وحشت آمیز فتوے اور تعصب پر مبنی آراء رمضان کی برکات کو سمیٹنے کا موقع ضائع کرکے ایک دوسرے کے خلاف نفرت کے جذبات ابھارتی ہیں۔ علماء اور عوام ایک دوسرے سے الجھ جاتے ہیں اور ایک دوسرے کو گمراہ قرار دینے لگتے ہیں۔ لہٰذا ہم ان صفحات میں اس مسئلہ کا قرآن و سنت کی روشنی میں جائزہ لیتے ہیں کہ کیا یہ مسئلہ واقعی اتنا اہم ہے کہ آٹھ رکعت اور بیس رکعت کے جھگڑے میں امت کا اتحاد پارہ پارہ کر دیا جائے۔

نمازِ تراویح کی حیثیت

سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ جس مسئلے کو ہمارے علماء نے باہمی منافرت کا باعث بنا رکھا ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اگر قیام رمضان واجب ہے تو پھر اس کی تعداد رکعت کا حتمی علم رکھنا اور تعین بھی واجب ہوگا کیونکہ واجب کی تفصیلات جانے بغیر واجب ادا نہیں ہو سکتا اور اگر قیام رمضان المبارک یعنی تراویح نفل عبادت ہے تو پھر اس کی تعداد رکعت پر جھگڑا اور اس کی وجہ سے مسلمانوں کے اتحاد کو نقصان پہنچانا کہاں کی دانشمندی ہے؟

کیا قیام رمضان واجب ہے؟

امت کے تمام مکاتب فکر کا اس پر اتفاق ہے کہ قیام رمضان یعنی تراویح واجب نہیں بلکہ نفل عبادت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ تاریخی اور جامع خطبہ جو آپ نے شعبان کی آخری تاریخ کو رمضان کی فضیلت میں بیان فرمایا کرتے تھے اس میں آپ نے ارشاد فرمایا: آپ پر ایک عظیم اور مبارک مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے جس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینے سے افضل ہے اس ماہ کے روزے رکھنا فرض اور اس کی راتوں کا قیام نفل ہے۔

اسی طرح حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی راتوں میں قیام کا حکم تاکیداً دیئے بغیر ترغیب دیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص نے رمضان کی راتوں کا قیام ایمان و یقین اور حصول ثواب کی نیت سے کیا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

ابن شہاب راوی حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو لوگ قیام رمضان کے بارے میں عدم وجوب کے مسلک پر تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بھی لوگ اسی مسلک پر قائم رہے اور خلافت عمر کے ابتدائی دور میں بھی لوگ اسی عدم وجوب کے مسلک پر عامل تھے۔ (ترغیب المنذری) اس میں راوی حدیث یہ اشارہ بھی کر رہے ہیں کہ تراویح کی باقاعدہ جماعت کا اہتمام خلافت عمر میں ہوا۔ اگرچہ لوگ نظری و اعتقادی طور پر اسے نفل ہونے کے قائل رہے لیکن التزام اور باقاعدگی کا اہتمام ضرور ہو گیا جس سے یہ وہم ہو سکتا تھا کہ شاید یہ قیام واجب ہے۔

اس روایت کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف تین رات تراویح پڑھانا اور پھر صحابہ رضی اللہ عنہم کے شوق و اصرار کے باوصف یہ فرماتے ہوئے تمام با جماعت سے انکار فرما دینا کہ میں ڈرتا ہوں کہیں آپ پر قیام رمضان واجب اور ضروری نہ ہو جائے اس بات کی واضح دلیل ہے کہ تراویح فرض یا واجب نہیں بلکہ نفل عبادت ہے۔ اگر یہ واجب ہوتی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ کے دور میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قطعاً آزاد نہ چھوڑا جاتا کہ وہ گھر میں جتنی رکعت ان سے ہو سکے پڑھتے رہیں۔ جب یہ بات ثابت ہے تو پھر اس کو نفرتوں کی دیواریں اور اختلافات کے محل استوار کرنے کا ذریعہ بنانا کہاں کی عقلمندی ہے؟

تہجد، قیام رمضان اور تراویح

ایک ہی عبادت کے نام ہیں، شاید یہ کہا جائے کہ تراویح تو سنت مؤکدہ یا واجب ہے اور مذکورہ حدیث رمضان المبارک کی راتوں میں تہجد پڑھنے کے بارے میں وارد ہوئی ہیں اس لئے ہم عرض کرتے ہیں کہ تہجد، تراویح اور قیام رمضان سب ایک ہی عبادت کے نام ہیں۔ عام دنوں میں رات کو سونے اور آرام کرنے کے بعد جو نفلی عبادت کی جاتی ہے اس کو تہجد اور قیام اللیل کہتے ہیں اور یہی نوافل اگر رمضان المبارک میں سونے سے پہلے یا بعد پڑھے جائیں تو اس کو قیام رمضان یا تراویح کہتے ہیں۔ فقہاء و محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں قیام اللیل کو تہجد سے اور قیام رمضان کو تراویح سے تعبیر کیا ہے چنانچہ امام مسلم نے صحیح مسلم میں ایک باب اس طرح باندھا ہے: باب الترغیب فی قیام رمضان وھو التراویح یعنی قیام رمضان میں ترغیب کا باب اور یہی تراویح ہے۔

اسی طرح مشکوٰۃ شریف میں بھی اسی اصطلاح کو اختیار کیا گیا ہے اور علامہ خطیب تبریزی نے قیام اللیل کے باب میں نماز تہجد کے مسائل بیان کئے ہیں اور قیام رمضان کے باب میں بھی نماز تہجد کا ذکر کیا ہے۔

اب ہم قیام رمضان و تراویح کی فضیلت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رمضان المبارک میں عبادت کا ذکر کیا ہے۔ صحیح مسلم کے شارح علامہ نووی بھی اپنی معروف کتاب شرح صحیح مسلم میں بیان فرماتے ہیں: والمراد بقیام رمضان صلاۃ التراویح اور امام بخاری نے بھی صحیح بخاری میں تہجد اللیل کا باب علیحدہ باندھا ہے۔ اس میں تہجد کے ساتھ مسائل و اقسام بیان کئے ہیں اور کتاب صلوٰۃ التراویح علیحدہ ہے جس میں آپ نے رمضان شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تین رات کی نماز تراویح با جماعت ادا کرنے کا ذکر کیا ہے۔ غرض اس تفصیل کے بیان کرنے سے یہ ہے کہ اگرچہ نام مختلف ہیں لیکن یہ سب ایک ہی عبادت کے نام ہیں۔ عام دنوں میں محدثین اور فقہاء نے اس کو تہجد سے اور قیام اللیل سے تعبیر کیا ہے اسی نفلی عبادت کو رمضان المبارک میں تراویح اور قیام رمضان سے تعبیر کیا ہے۔ اسی طرح بخاری شریف میں حضرت عائشہ سے روایت بیان کی گئی کہ آپ رمضان شریف اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ ان میں تین وتر ہوتے تھے جس سے ثابت ہوا کہ تہجد اور تراویح ایک ہی نماز ہے۔

رسول اکرم رمضان میں تہجد کی جگہ تراویح پڑھتے تھے

مذکورہ بالا حقیقت کو واضح کرنے کے لئے ہم حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت کا ذکر کرتے ہیں جو ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہم نے نقل کی ہے۔ حضرت ابوذر کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے ایک رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ تہائی رات قیام فرمایا، پھر ایک رات نصف رات تک قیام فرمایا، پھر ایک رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں اور سب لوگوں کو جمع کیا اور ہمارے ساتھ اتنا دراز قیام کیا کہ ہمیں سحری کھانے کا وقت ہو جانے کا اندیشہ ہو گیا۔ اسی طرح صحیح ابن خزیمہ میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان راتوں میں نماز پڑھائی تو وتر بھی ساتھ پڑھے۔

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ آپ رمضان المبارک میں تراویح پڑھا کر پھر علیحدہ تہجد نہیں پڑھتے تھے کیونکہ ابوذر کی روایت کے مطابق قیام رمضان کو اتنا طول دیتے تھے کہ سحری فوت ہو جانے کا خطرہ لاحق ہو جاتا تھا۔

پھر بھلا آپ تہجد کس وقت پڑھ سکتے تھے؟ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق آپ نے تراویح کے ساتھ وتر بھی پڑھے۔ علم حدیث سے واقفیت رکھنے والوں کو یہ بات بھی معلوم ہے کہ آپ وتر رات کے سب سے آخر میں پڑھتے تھے اور ایک ہی رات میں دو مرتبہ وتر پڑھنے سے آپ نے منع فرمایا ہے۔

کسی نماز کے نفل یا غیر واجب ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اس کا اہتمام نہ کیا جائے یا اس سے بے پرواہی اور غفلت برتی جائے یا اس کا مسنون طریقہ اور اس کی مقدار معلوم کرنے کی کوشش نہ کی جائے کیونکہ کوئی بھی نیک عمل اس وقت تک درجۂ قبولیت نہیں پا سکتا جب تک وہ خالص اللہ کے لئے نہ ہو اور سنت نبوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل اور ائمہ کرام کے اقوال اور آراء کی روشنی میں تراویح کی تعداد اور اس کی ادائیگی کے طریقہ کار کا جائزہ لیں کہ وہ کتنی رکعت پڑھتے تھے یا انہوں نے کتنی رکعت پڑھنے کو کہا؟ یا کس تعداد پر جھگڑا کیا؟ یا کسی نے یہ کہا کہ اس سے زیادہ یا کم نہ پڑھو؟

تعداد تراویح

رکعات تراویح کا عدد ہی وہ نازک مسئلہ ہے جس کو بیان کرنے کے لئے ہم نے یہ لمبی چوڑی تمہید باندھی ہے۔ جس پر ہمارے علماء اور عوام بلاوجہ ایک دوسرے کو مورد الزام ٹھہراتے رہتے ہیں۔ جس طرح ہم نے احادیث کی روشنی میں پچھلے تفصیلی صفحے کی ہیں اسی طرح ہم سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، عمل صحابہ اور اقوال ائمہ کی روشنی میں تعداد تراویح بھی بیان کریں گے تاکہ بے تعصب ہو کر تنگ نظری سے ہٹ کر مسئلہ کا تجزیہ کر سکیں اور کسی نتیجے تک پہنچ سکیں۔

آٹھ رکعت تراویح

عدد تراویح کے سلسلے میں ہم سب سے پہلے یہ دیکھیں گے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی رکعات پڑھنے کا حکم دیا ہے یا آپ نے کتنی رکعت پڑھیں؟ احادیث و سیرت رسول کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کسی خاص تعداد کے پڑھنے کا حکم نہیں دیا بلکہ آپ بغیر حکم اور وجوب کے قیام رمضان کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ البتہ آپ کا عمل جس تو محدثین کی متفقہ روایات کے مطابق یہ تھا کہ آپ رمضان و غیر رمضان میں ۸ یا ۱۱ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے۔

۱۔ چنانچہ حضرت عائشہ سے حضرت ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن نے رسول اللہ کی رمضان مبارک میں نماز قیام کے بارے میں سوال کیا حضرت عائشہ رضہ نے جواب دیا کہ آپ رمضان و غیر رمضان میں ۱۱ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے (بخاری) پیچھے ہم بیان کر چکے ہیں کہ رسول اکرم نے صرف تین دن با جماعت تراویح پڑھائی۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ وہ آٹھ رکعت تراویح اور وتر تھے۔

۲۔ چنانچہ صحیح ابن حبان اور صحیح ابن خزیمہ میں ہے کہ حضرت جابر رضہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں رمضان میں تراویح کی آٹھ رکعت اور تین وتر پڑھائے۔

۳۔ اسی طرح ایک دن رسول اکرم کی خدمت میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور کہا اے اللہ کے رسول! رات کو ایک بات ہو گئی۔ آپ نے فرمایا کیا بات ہوئی؟ ابی بن کعب نے کہا کہ میرے گھر کی عورتوں نے کہا کہ ہم قرآن نہیں پڑھ سکتیں اس لئے ہم تمہارے پیچھے نماز تراویح پڑھیں گے پھر میں نے ان کو آٹھ رکعات تراویح اور وتر پڑھائے۔ یہ سن کر آپ خاموش ہو گئے گویا آپ نے اس بات کو پسند فرمایا (قیام اللیل مروزی)

حضرت عمرؓ کا فیصلہ

اسی طرح حضرت سائب بن یزید سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب اور تمیم داری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعت پڑھائیں۔ سائب کہتے ہیں کہ امام سو سو آیات والی سورتیں پڑھتا تھا حتیٰ کہ طوالت قیام کی وجہ سے تھک کر ہم لاٹھیوں کو سہارا لیتے تھے اور تراویح کی نماز سے فارغ ہوتے تو طلوع فجر کے آثار ظاہر ہوتے (موطا امام مالک)

یہ ساری روایات صحیح اور ثابت ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک یہ تھا کہ آپ آٹھ رکعت تراویح اور وتر پڑھتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

بیس رکعت تراویح

امام مالک یزید بن رومان سے روایت کرتے ہیں کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں رمضان میں ۲۳ رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے۔ لیکن اصول حدیث کے مطابق یہ روایت منقطع ہے جو کہ حدیث ضعیف کی ایک قسم ہے کیونکہ راوی حدیث یزید بن رومان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا لیکن اور روایت جو کہ اس علت سے محفوظ ہے امام بیہقیؒ نے بیان کی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں بیس رکعت پڑھی گئی ہیں حتیٰ کہ سائب بن یزید جو کہ آٹھ تراویح کے راوی ہیں بھی کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں لوگ بیس رکعت پڑھتے تھے اور سائب بن یزید کی دونوں روایات میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ممکن ہے کہ شروع شروع میں حضرت عمرؓ نے حضرت ابی بن کعب اور تمیم داری کو ۱۱ رکعت مع وتر پڑھانے کا حکم دیا ہو لیکن طوالت قیام کی وجہ سے لوگ جب اس کے متحمل نہ ہو سکے تو رکعت کی تعداد کو زیادہ کر کے طوالت قیام کو کم کر دیا ہو۔ امام (ابو حنیفہؒ) امام ابن المبارکؒ اور احناف سب بیس کے قائل ہیں اگرچہ عمل صحابہ اور ائمہ کرام کے اقوال بیس رکعت کے بارے میں موجود ہیں، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

۳۶ رکعت تراویح

سید تمرتی امام عبدالرحمٰن بن قاسم سے روایت کرتے ہیں کہ امام مالک نے کہا کہ گورنر مدینہ نے میرے پاس آدمی بھیجا اس کا ارادہ تھا کہ اہل مدینہ جتنا قیام کرتے ہیں اس کی تعداد کم کر دی جائے۔ ابن القاسم کا کہنا ہے کہ اس وقت اہل مدینہ ۳۶ رکعت تراویح اور تین وتر پڑھتے تھے۔ امام مالک کہتے ہیں کہ میں نے گورنر کو اس سے کم کرنے سے منع کیا اور جواب دیا کہ وہ یہ وہ تعداد ہے جس پر میں نے لوگوں کو عمل پیرا پایا ہے اور وہ بڑی دیر سے اسی پر عمل پیرا ہیں (شرح الشرح الکبیر المدونۃ الامام مالکؒ)

۴۱ رکعت تراویح

حضرت امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بڑے بڑے ائمہ کرام کے نزدیک تراویح ۴۱ رکعت ہے اور وہ اس کو اہل مدینہ کا قول و مسلک بتاتے ہیں۔ (شرح السنہ)

امام ابن تیمیہؒ کا فیصلہ

عدد تراویح کے بارے میں سارے اختلافات پیش نظر رکھتے ہوئے امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: قیام رمضان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی تعداد مقرر نہیں کی ہاں البتہ آپ کا عمل مبارک یہ تھا کہ آپ ہمیشہ رمضان ہو یا غیر رمضان کے علاوہ تیرہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے لیکن آپ رکعت کے قیام کو اتنا طویل کرتے کہ حضرت عائشہ رضہ کے بیان کے مطابق اس کے طول اور حسن کے بارے میں مت پوچھو کہ آپ کے پاؤں سوج جاتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں قرأت اور قیام کی طوالت میں تخفیف کر کے بیس رکعت پڑھی گئیں۔ لیکن سلف صالحین کی ایک جماعت ۴۰ رکعت تراویح اور ۳ وتر پڑھنے کی قائل ہے۔ جب کہ سلف صالحین کی ایک جماعت ۳۶ رکعات تراویح مع تین وتر پڑھنے کی قائل ہے۔

ان سب اعداد و شمار میں سے کسی نے جو بھی قیام رمضان کے لئے اختیار کیا اس نے ٹھیک کیا۔ لیکن افضل یہ ہے کہ نمازیوں کی حالت کا خیال رکھا جائے اگر نمازی لمبی قرأت کے متحمل ہو سکتے ہیں تو رسول اکرم سے ثابت عدد مسنون (دس رکعت تراویح، تین وتر ہے) پڑھنا زیادہ افضل ہے، سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اگر کوئی طاقت رکھتا ہے تو اس کو چالیس یا اس سے کم یا زیادہ بھی پڑھا جائے۔ یعنی اوپر مذکورہ اعداد میں سے جو بھی پڑھے۔ اس پر کوئی حرج یا اعتراض نہ ہوگا۔ جیسا کہ امام احمدؒ اور دیگر ائمہ سلف نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ آگے جا کر لکھتے ہیں کہ جو آدمی یہ سمجھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام رمضان یعنی تراویح کی کوئی تعداد مقرر کی ہے۔ جس میں کمی یا نقص نہیں ہو سکتا تو وہ غلطی پر ہے۔

حضرات قارئین! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ تعداد تراویح کا مسئلہ کتنا آسان، سادہ اور عام فہم ہے کہ نہ اس میں جھگڑنے کی کوئی بات ہے اور نہ ہی لڑائی کا کوئی اندیشہ۔ سب سے افضل تمام ائمہ کے نزدیک آٹھ رکعت تراویح اور تین وتر ہیں کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک انفرادی طور پر بھی اور جب تین رات آپ نے با جماعت نماز پڑھائی۔ ان تینوں راتوں میں بھی آٹھ رکعت تراویح اور تین وتر پڑھنے کا تھا۔ جب حضرت عمرؓ نے ابتداء میں ابی بن کعب اور تمیم داری کو لوگوں کی امامت پر مامور کیا تو ان کو بھی آٹھ رکعت تراویح اور تین وتر پڑھانے کا حکم دیا۔ لیکن بعد میں جب طبائع کمزور پڑ گئیں اور لوگ طویل قیام کے متحمل نہ ہو سکے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں رکعات کی تعداد زیادہ کر کے قیام کی طوالت میں تخفیف کر کے بیس پڑھنے کا رواج ہوا۔ پھر اہل مدینہ ۳۶، ۳۹ اور ۴۱ تک بھی پڑھتے رہے۔ اس لئے آج بھی کہیں اس مسئلے کو جھگڑے کا سبب نہیں بننے دینا چاہیے اور ایک تعداد پر اس قدر اصرار کہ دوسرے کو دین سے باہر کر دینا ناجائز ہے۔ علماء کو اس سے پرہیز کرنا چاہیے اور یہ سمجھنا ہے کہ کوئی بات نہیں یا قی سب پ

جماعتی خبریں

دارالعلوم ششہان بستی کا تابناک ماضی اور موجودہ المناک پہلو

پورے ہندوستان کے افراد اہلحدیث دارالعلوم کی تعلیمی و تبلیغی کارکردگی اور دارالعلوم کے جماعتی و مسلکی خصائص و امتیازات سے واقف ہیں، دارالعلوم کو آل انڈیا پیمانہ پر جو قبولیت عامہ اور تعلیمی و تبلیغی و تحریکی شہرت حاصل ہے وہ اللہ کے لطف و کرم کے ساتھ ان اکابر علماء اہلحدیث ہند کے مخلصانہ و مشفقانہ تعاون اور سرپرستی کا نتیجہ ہے جو دارالعلوم کی آواز پر ہمیشہ لبیک کہتے رہے ہیں۔ تاریخ جماعت علامہ مبارکپوری، شیخ الحدیث مولانا عبید اللہ صاحب رحمانی مبارکپوری، مولانا محمد داؤد راز، مولانا عبد الحکیم، شکر عالم میرٹھی، مولانا حاکم علی پنجابی (پاکستانی)، مولانا صفی نذیر جھنڈ کشمیری، مولانا ثناء اللہ کشمیری سابق جنرل سکریٹری جمعیۃ اہلحدیث جموں و کشمیر، مولانا غلام نبی دارست کشمیری، مولانا حکیم عبید اللہ مقیم کشمیر، مولانا عبدالرحمن کشمیری سابق ممبر پارلیمنٹ، شیخ الحدیث مولانا شمس الحق، مولانا قاری عبدالرشید فیروز کے جمال جہاں تاب (روشنی) ہوگی۔

دور حاضر میں محقق کبیر علامہ ابوالقاسم سیف بنارسی، حضرت علامہ مولانا نذیر احمد رحمانی املوی، فرخ محدث مولانا حافظ محمد حسین صاحب، شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام بستوی، مناظر اسلام مولانا عبدالستار صاحب، مولانا عبداللہ شائق مئوی، مولانا نذیر رحمانی مبارکپوری، مولانا فضل الرحمن، مولانا فخرالحسن ٹانڈوی، مشہور قومی رہنما قاضی محمد عدیل عباسی ایڈوکیٹ بستی، جناب محمد سلیمان صاحب بانسی ایڈوکیٹ جیسے حضرات جلسوں اور ریلیوں کے تعاون سے جنہوں نے دارالعلوم کو پروان چڑھانے میں بیش از بیش حصہ لیا ہے ـــــ اور اجتماعات میں شریک ہوتے رہے۔

مبتی و گرگوٹہ و نیپال کے اکابر علماء جو آج مرحوم ہیں، علامہ عبدالغفور بسکوہری، مولانا عبداللہ ڈیوکمی، مولانا قاری عبدالحق بانسی، خطیب الاسلام مولانا عبدالرؤف جھنڈا نگری، مفسر قرآن مولانا عبدالقیوم، مولانا عبدالمبین منظر، مولانا حافظ عبداللہ صاحب جیسے حضرات جنہوں نے جلسوں کے دعوتی سلسلہ کے مستحق ہیں، جنہوں نے اپنے خون جگر سے سینچا ہے۔ دارالعلوم کا جو جامع کردار اب تک رہا ہے اس سے دارالعلوم صرف تعلیمی و تبلیغی مدرسہ نہیں بلکہ مسلکی و جماعتی فکر و نظر کا آئینہ دار رہا ہے۔

اسی امتیاز و اختصاص کی بنا پر علماء مجددین مرحومین اور اعیان جماعت نے اس کا نام روشن کیا ہے۔

تقریباً تین سال سے بعض تخریب پسند غیر مسلکی عناصر کی تخریب کاریوں کے نتیجہ میں دارالعلوم کی رفتار ترقی یک لخت رک گئی اور تعلیمی و تبلیغی نظام درہم برہم ہونے کے قریب پہنچ گیا ہے جس کا سنبھالنا جماعتی و مسلکی فریضہ ہے۔ راقم سطور سنبھالنے کی پوری کوشش کر رہا ہے۔ غریب مالک کی ذرا غفلت سے دارالعلوم جو ایک دور میں بستی، گونڈہ، نیپال نہیں بلکہ ملک کے بہت سے حصوں کے لئے مرکز تھا، دوسرے مدارس تیزی کے ساتھ ترقی کی منزلیں طے کر رہے ہیں اور دارالعلوم جس کے چشمۂ علم و فیض سے مستفیض ہونے والے محدث، مفسر، مصنف وغیرہ میں مشغول درس و تعلیم اور سرگرم ہیں، وہ تنزلی کی طرف جا رہا ہے۔ فیا للعجب!

مدارس عربیہ اہلحدیث ہند کی تاریخ میں دارالعلوم کی تاریخ کا یہ سانحہ شاید پہلا ہے اور جماعت اہلحدیث و علماء اہلحدیث کی غیرت و حمیت کے لئے تازیانہ ہے کہ ایک غیر مسلک آدمی کو جعل و فراڈ کے ذریعہ دارالعلوم کا ناظم بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے، اس کوشش میں پیش پیش وہ لوگ ہیں جو اہلحدیث مدارس کے ہیں۔ انشاء اللہ یہ کوشش کامیاب نہ ہوگی۔

انکشاف حقیقت کے طور پر لکھا جا رہا ہے کہ جعل سازوں نے میرے عبدالجلیل رحمانی نام سے ایک جعلی خط نامہ رجسٹریشن کی نسبت تیار کر کے میری جعلی دستخط سے عبدالغنی احسن صاحب کو ناظم دارالعلوم کے حق میں رجسٹرار کے دفتر میں داخل کیا، مگر اس کا عیب اور اسکی مسل میں چھپی رہ جاتی، جعل سازوں کے نتیجہ میں افسر کچہری سے کسی عدالت میں پہونچ گیا۔ دستخط و نشانات کی جانچ کے لئے ہینڈ رائٹنگ ایکسپرٹ نے عدالت میں پیش ہو کر ڈیلی ایکسپرٹ رپورٹ پیش کیا کہ یہ دستخط جعلی ہے، عبدالجلیل رحمانی کے دستخط نہیں ہے۔ عدالت میں ایکسپرٹ کی شہادت بھی گذر چکی ہے ـــــ انجام کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔ امداد کے لئے کوئی جعل ساز پہنچ کر رسید پر میری دستخط دکھا کر لی جائے ـــــ نیز یہ کہ اہم اور سنگین ضرورت کے تحت جماعتی امداد کی ضرورت ہے، بکثرت مشاغل کی وجہ سے میں نہ پہونچ سکوں گا۔ فقط

عبدالجلیل رحمانی ناظم دارالعلوم ششہان
پوسٹ اسید پور ضلع بستی (یوپی)

اعلان داخلہ

طالبان علوم دینیہ کو خوشخبری دی جاتی ہے کہ جامعہ تعلیم الاسلام مالی میہپال بستی میں تعلیمی آغاز ۵ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ سے ہو جائے گا۔ جس میں طلباء کو جماعت ثانیہ تک درس نظامیہ کے علاوہ ہندی، انگلش اور ریاضی کی مکمل تعلیم دی جائے گی۔ داخلہ کے شائقین طلباء اپنی درخواستیں ۲۵ رمضان المبارک تک بھیجدیں اور ۵ شوال تک جامعہ پر حاضر ہو جائیں۔ جامعہ کی طرف سے طعام و دارالاقامہ کی جملہ سہولتیں مہیا ہیں۔ (ڈاکٹر) محمد ظفر، جامعہ تعلیم الاسلام مالی میہپال بستی۔

ضرورت مدرس

جامعہ تعلیم الاسلام مالی میہپال ڈاکخانہ ... بستی کے لئے ایک ایسے تجربہ کار عالم دین کی ضرورت ہے جو ابتدائی عربی و فارسی درجات کی تعلیم بحسن و خوبی انجام دے سکیں۔ قیام و طعام کے علاوہ معقول مشاہرہ دیا جائیگا۔ ضرورت مند حضرات اپنی درخواستیں مع نقول اسناد روانہ فرمائیں۔ (ڈاکٹر) محمد ظفر جامعہ تعلیم الاسلام مالی میہپال بستی۔ یوپی۔

اعلان

عرصہ دراز کے بعد جمعیت اہلحدیث رتلام میں نئے سرے سے ایک نئی تنظیم کا آغاز ہوا اور جوش و خروش کے ساتھ یہ طے ہوا کہ مدرسہ رتلام کی جمعیت کے پاس جو جماعتی حالت میں پڑی ہوئی ہے اس میں مدرسہ بنایا جائے تاکہ بچوں کو تعلیم دی جائے۔ اس منصوبہ کے تحت ایک ضرورت مند استاد کے آپ لوگوں کی خدمت میں حاضر ہوا ہے چونکہ جماعت کی مالی حالت بہت کمزور ہے اس لئے تنظیم کو مستقل کرنے میں بہت سی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اس لئے اہل خیر حضرات سے اپیل کی جاتی ہے کہ اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور ثواب کے مستحق بنیں۔

ترسیل زر کا پتہ مندرجہ ذیل ہے۔ محمد عمر انصاری ایڈوکیٹ کالج روڈ رتلام (ایم۔ پی) ۱۰۰۱، ۴۵۷ عبدالسلام ٹی ٹی ای۔

اعلان

جمعیۃ اہلحدیث تیتری دروازہ رتلام (ایم۔ پی)

آج بتاریخ ۲۹ مئی ۱۹۸۱ء بروز جمعہ بعد نماز جمعہ ایک میٹنگ ہوئی جس میں مدرسہ کی زمین جو بیکار پڑی ہوئی ہے اس پر مدرسہ بنانے پر غور کیا، غور و فکر کے بعد ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جو تعمیری کام انجام دے گی۔ کمیٹی کے عہدیداران حسب ذیل ہیں۔ (۱) جناب حاجی عبداللہ صاحب صدر (۲) عبدالعزیز صاحب محمد رضا صاحب نائب صدر۔ (۳) عبدالعزیز صاحب لودھی صاحب خازن۔ (۴) محمد عمر صاحب انصاری ایڈوکیٹ ناظم (۵) محمد شعیب صاحب نائب ناظم۔ (۶) حکیم محمد سلیمان صاحب غزنوی سرپرست اراکین (۷) مولانا محمد یونس صاحب اندور (۸) حاجی محمد ابراہیم صاحب قلبی صادق رتلام (۹) ڈاکٹر محمد ذبیح صاحب صادق ... (۱۰) حکیم محمد لقمان صاحب ممبر رتلام (۱۱) محمد ابراہیم غزنوی ممبر رتلام (۱۲) محمد یوسف صاحب قلبی (ممبر)

ناظم جمعیت اہلحدیث رتلام (ایم۔ پی)

منتظم عبدالسلام ٹی۔ ٹی۔ ای۔

صوبائی جمعیۃ اہلحدیث راجستھان کے سالانہ اجلاس

منعقدہ بھیلواڑہ میں ۳ مئی ۱۹۸۱ء کو صوبائی جمعیۃ کی مجلس عاملہ کی میٹنگ زیر صدارت حافظ عبدالحلیم صاحب ہوئی جس میں مولانا محمد اسماعیل صاحب سرپرست کی تجویز اور اراکین عاملہ کی تائید پر محترم حکیم عبدالجبار صاحب کیکڑوی مالک کو جمعیۃ اہلحدیث راجستھان کا نائب صدر چنا گیا۔ نائب صدر اول ماہر صاحب غزنوی ہوئے۔ بھیلواڑہ اجلاس کی مرتب کردہ رپورٹ جمعیۃ اہلحدیث میں اپنا قلم کہا گئی ہے تفصیلی رپورٹ بھیجا جائے گا۔ المعلن حکیم عبدالجبار کیکڑی ضلع بھیلواڑہ راجستھان۔

«کل نفس ذائقۃ الموت»

۔ اطلاع دیتے ہوئے افسوس ہو رہا ہے کہ بروز جمعہ ۱۵ رمضان کو دس بجے دن میں میری والدہ محترمہ اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ اپنے پیچھے پانچ بیٹے اور چار بیٹیاں چھوڑ گئی ہیں۔ مسعود اختر اصلی ... (جنید ... بستی یوپی)

D (D) 712

FORTNIGHTLY TARJUMAN

317, PRESS STREET, SADAR BAZAR, DELHI-110006

مرکزی جمعیۃ اہلحدیث ہند کا نصاب — مولانا آزاد کی مشہور تصانیف — آپ کے مطالعہ کیلئے مستند و نادر کتب

بحمد اللہ سینکڑوں مدارس میں رائج ہے آپ بھی اپنے مدارس کے نصاب میں داخل کیجئے۔

	پیسے	روپے
دینی اسلام قاعدہ	۵۰	۱
دینی اسلام حصہ اول	۵	۱
دینی اسلام حصہ دوم	۰۰	۲
دینی اسلام حصہ سوم	۰۰	۳
دینی اسلام حصہ چہارم	۰۰	۴
دینی اسلام حصہ پنجم	۰۰	۵
اسلامی کہانیاں حصہ اول	۵۰	۱
اسلامی کہانیاں حصہ دوم	۰۰	۲
اسلامی کہانیاں حصہ سوم	۵۰	۲
معلومات عامہ حصہ اول	۵۰	۱
معلومات عامہ حصہ دوم	۰۰	۲
معلومات عامہ حصہ سوم	۵۰	۲
آسان حساب حصہ اول	۵۰	۱
آسان حساب حصہ دوم	۲۰	۲
آسان حساب حصہ سوم (زیر طباعت)	۰	۴
آسان حساب حصہ چہارم (زیر طباعت)	۰۰	۴
ہندی پرائمری پہلی	۰۰	۱
ہندی پرائمری اول (زیر طباعت)	۰۰	۱

نوٹ: آسان حساب حصہ دوم و سوم انشاء اللہ جلد منظر عام پر آ رہا ہے۔

و دیگر نشریات

حسن البصری	۰۰	۱ روپے
فضائل ماہ محرم عاشورہ	۰۰	۱
ایمان ایمانیات پر	۵۰	۲
صحابہ رسول کے مظاہرے	۰۰	۱
دینی تحریک میں جہاد کا مفہوم	۵۰	۵
تفسیر ابن کثیر پارہ اول	۵۰	۵
" پارہ دوم	۰	۴
" مجلد یکجا	۰۰	۱۰
شمائل پاکٹ بک	۵۰	۱
اسلام و اہلحدیث (حضرت مولانا ثناء اللہ)	۵۰	۵

اس فہرست میں [illegible] دیگر دفتر [illegible] کا [illegible] یاد رکھئے مکتبہ ترجمان سے کتب کی خریداری جمعیۃ اہلحدیث [illegible] شہر کا [illegible] ہے۔

منیجر مکتبہ ترجمان

مکتبہ ترجمان ۳۱۷ پریس اسٹریٹ صدر بازار دہلی ۶

مضامین البلاغ صفحات ۳۳۲ مجلد	۶/۰۰ روپے
تبرکات آزاد۔ مکتوبات آزاد صفحات ۳۳۲	۱۶/۰۰ "
قول فیصل عمدہ طباعت مجلد	۶/۵۰ "
شہید اعظم " "	۶/۰۰ "
غبار خاطر " "	۱۶/۰۰ "
انسانیت موت کے دروازے پر تمام خلفاء کا ذکر	
بہترین طباعت کاغذ سفید	۶/۰۰ "
کاروان خیال مجلد	۶/۰۰ "

محصول ڈاک بذمہ خریدار

ملنے کا پتہ

مکتبہ ترجمان پوسٹ بکس نمبر ۱۳۰۶ دہلی

تصانیف حضرت مولانا

ثناء اللہ امرتسریؒ

اسلام اور اہلحدیث۔ قیمت	۱/۰۰ روپے
اہل حدیث کا مذہب "	۳/۰۰ "
ثنائی ترجمہ والا قرآن مجید کا پارہ اول مع سورہ مختصری مع یسین	۲/۰۰ روپے

دستور المتقی مجلد عمدہ طباعت قیمت	۱/۰۰ روپے
مروجہ اعمال ثواب قرآن خوانی یا تیسرے کے خلاف ہے	۳/۰۰ "
شہدائے احد مختصر احباب کی سیرت	۵/۰۰

آرڈر کے ہمراہ چوتھائی رقم کا آنا ضروری ہے۔

محصول ڈاک بذمہ خریدار

ملنے کا پتہ

مکتبہ ترجمان پوسٹ بکس نمبر ۱۳۰۶ دہلی

رحمۃ للعالمین اول دوم سوم مجلد یکجا	۶۶/۵۰ پیسے
ترمذی شریف اردو مجلد مکمل دو جلد	۶۰/۰۰
افضل الرسل	۶/۰۰
فتاویٰ ثنائیہ مکمل سات حصہ مجلد یکجا	۲۷/۰۰

---

(۱) کلمہ طیبہ۔ سی پی خان	۱/۰۰ روپے
(۲) شرک کیا ہے۔ امام ابن تیمیہؒ	۲/۵۰
(۳) توحید کیا ہے شیخ الاسلام محمد عبدالوہاب	۲/۲۵
	۲/۲۵
(۴) مسنون دعائیں	۱/۲۵
(۵) مہر نبوت علامہ قاضی سلیمان منصور پوری	۲/۰۰
(۶) گرد راہ کا جادو۔ شاہ شیخ الدین	۲/۵۰
(۷) قانون الٰہی یا انسانی عبدالقادر عودہ شہید	۲/۵۰
(۸) چالیس حدیث امام نووی۔ انگریزی۔ ہندی	۶/۰۰
(۹) قرآن اور حرکت انقلاب سید قطب شہید	۲/۲۵
(۱۰) اقبال اور سوشلزم ڈاکٹر ایس اے رحمان	۶/۰۰
(۱۱) مولانا مودودی ہی مجرم کیوں! سجاد خان	۲/۵۰
(۱۲) حضرت عائشہؓ کی شادی اور عمر محمد فاروق خان	/۰۰ پیسے
(۱۳) رسول اکرم کی نماز علامہ محمد اسمٰعیل گوجرانوالہ	۱/۰۰ روپے

آرڈر کے ہمراہ چوتھائی رقم کا آنا ضروری ہے۔

محصول ڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔

ملنے کا پتہ

مکتبہ ترجمان ۳۱۷ پریس اسٹریٹ صدر بازار دہلی ۶

مکتبہ ترجمان پوسٹ بکس نمبر ۱۳۰۶ دہلی

---

۱۵ جولائی سنہ ۱۹۸۱ء

مطابق ۱۲ رمضان المبارک سنہ ۱۴۰۱ھ

D (D) N 712

ایس [illegible] پرنٹر پبلشر نے مرکزی جمعیۃ اہل حدیث ہند کی جانب سے کلر پرنٹنگ پریس گلی [illegible] بازار [illegible] میں چھپوا کر ۳۱۷ پریس اسٹریٹ صدر بازار دہلی سے شائع کیا۔